

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيُخَفِّضُ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْعِزَّةُ الْعَظِيمَةُ
وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيُخَفِّضُ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْعِزَّةُ الْعَظِيمَةُ

مسائل

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيُخَفِّضُ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْعِزَّةُ الْعَظِيمَةُ
وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيُخَفِّضُ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْعِزَّةُ الْعَظِيمَةُ

عقائد

كَالْيَقْتِ

پیر حافض محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد نوشیہ 237 البرٹ روڈ اسٹن پوسٹ گیم ۱۱۰۱۱

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

| | |
|-------------|---|
| نام کتاب | ۱۲ مسائل و ۱۲ فتاویٰ |
| مصنف | محقق اہل سنت حضرت علامہ شیخ حافظ محمد زمان نقشبندی قادری |
| اشاعت | بار اول |
| تعداد | ۱۰۰۰ |
| چھپ رہے ہیں | حافظ محمد خالد محمود شیخ محلہ منڈی بہاؤ الدین فون نمبر 508778 |
| کپڑے کا رنگ | کچھ بھور |
| مطبع | مکتبہ نبویہ نئی بخش روڈ لاہور |
| قیمت | |
| مٹے کا پتہ | دارالعلوم جالپور نقشبندیہ میٹھا کالونی ضلع بہاول |

فہرست مضامین

| | |
|----|----------|
| 2 | |
| 12 | |
| 12 | |
| 13 | |
| 15 | |
| | پہلا حصہ |
| 17 | |
| | |
| 18 | |
| 18 | |
| 21 | |
| 21 | |
| 22 | |
| | |
| 24 | |
| 24 | |
| 26 | |
| 27 | |
| 28 | |

مسئلہ نمبر ۳ نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسبیہ (بسم اللہ شریف)

آہستہ پڑھے، باواز بلند نہ پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے 29

ثبوت میں 20 احادیث مبارکہ 29

عقلی تقاضہ 32

اعتراضات و جوابات 33

احادیث کثیرہ صحیحہ کے مقابلے میں شاذ حدیث ناقابل عمل ہے 34

چیلنج 34

مسئلہ نمبر ۴ امام کے پیچھے مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا سخت منع ہے 35

ثبوت میں آیات حینات 35

ثبوت میں 22 احادیث مبارکہ 36

عقلی تقاضہ 40

اعتراضات و جوابات 40

ناقرۃ خلف الامام کے ثبوت میں اقوال صحابہ کرام 42

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات 43

چیلنج 44

مسئلہ نمبر ۵ ہر نمازی کیلئے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو نماز جبری ہو یا

مری ہو آئین آہستہ کہنا سنت ہے 45

ثبوت میں 26 احادیث مبارکہ 45

عقلی تقاضہ 49

اعتراضات و جوابات 50

چیلنج 51

مسئلہ نمبر ۶ رکوع میں چلتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور

خلاف سنت ہے 52

52 احادیث مبارکہ 52

عقلی تقاضہ 57

ثبوت میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تمام روایات منسوخ ہیں 57

اعتراضات و جوابات 58

چیلنج 63

حالات اور حاکم ان کتہم صادقین 63

مسئلہ نمبر ۷ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے، اور اس کی

54 احادیث مبارکہ 64

حالات اور حاکم ان کتہم صادقین 66

ثبوت میں 28 احادیث مبارکہ 67

عقلی تقاضہ 67

اعتراضات و جوابات 71

ناقرۃ خلف الامام کے ثبوت میں 74

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات 77

چیلنج 77

مسئلہ نمبر ۵ ہر نمازی کیلئے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو نماز جبری ہو یا

مری ہو آئین آہستہ کہنا سنت ہے 78

ثبوت میں 26 احادیث مبارکہ 78

عقلی تقاضہ 79

اعتراضات و جوابات 79

چیلنج 82

مسئلہ نمبر ۶ رکوع میں چلتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور

خلاف سنت ہے 83

مسئلہ نمبر ۱۰ وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا

نہ منع ہے 84

ثبوت میں 84 احادیث مبارکہ

واقعہ میر معونہ 88

امام طحاوی کی تحقیق 89

خلاصہ کلام 89

چیلنج 90

مسئلہ نمبر ۱۱ مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التھیات میں دایاں پاؤں کھڑا

کرتے اور دایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دفنی جانب

نکال دے اور سرین زمین پر رکھے 91

ثبوت میں 91 احادیث مبارکہ

فقہاء کرام کے نزدیک 94

خلاصہ کلام 96

چیلنج 96

مسئلہ نمبر ۱۲ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ پا کوئی بھی سورۃ

پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے 97

ثبوت میں 97 احادیث مبارکہ

خلاصہ کلام 104

چیلنج 104

دوسرا حصہ

دہائیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱ پیشاب اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا

۔ اور پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف مت کرنا بھی جائز ہے 106

دہائیوں کے نزدیک ہر رندہ خواہ وہ خنزیر ہو کا جوٹھا پاک ہے 106

دہائیوں کے نزدیک کتے اور خنزیر کا چمرا پاک ہے 106

دہائیوں کے نزدیک انسان کی مٹی پاک ہے 106

دہائیوں کے نزدیک جانوروں کی مٹی بھی پاک ہے 107

دہائیوں کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا 107

دہائیوں کے نزدیک نکسیر پھونکنے سے وضو نہیں ٹوٹتا 107

دہائیوں کے نزدیک تنگی لگوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا 108

دہائیوں کے نزدیک کتا، خنزیر، شراب، مینے والا خون، یہاں تک

کہ مراد بھی سب پاک ہیں 108

دہائیوں کے نزدیک بھوکھانا جائز ہے 108

دہائیوں کے نزدیک کتا کتوں میں گر جائے تو کتوں پاک ہے 108

دہائیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت ہے وضو بھی جائز ہے 109

تیسرا حصہ

دہائیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے عقائد بالملک اور اہل سنت والجماعت کے عقائد عجیبہ

دہائیوں کا عقیدہ نمبر ۱ دیوبندیوں، دہائیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے

سچ اسلامی عقیدہ 112 اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے

ثبوت میں آیات قرآنیہ 112

جھوٹ کی تین وجوہات 113

جھوٹ ایک عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ذات ہے 114

دہائیوں کا عقیدہ نمبر ۲ انسان کوئی کام کرے، تو اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا

صحیح اسلامی عقیدہ 115 اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں

ثبوت میں آیات قرآنیہ 115

سزا اور انقی میں فرق 116

- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا 117
- صحیح اسلامی عقیدہ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے 117
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 117
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴ اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا 118
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا اہرا تا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے 118
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 118
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ پیر، جوہیں، پندرجوہیں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے 120
- صحیح اسلامی عقیدہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعثِ رحمت ہیں 120
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 120
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی صرف اتنی فضیلت ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں اور یہ چھوٹے بھائی ہیں 121
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ کی حیثیت سے ہیں بھائی نہیں ہیں 121
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 121
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۷ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں 123

- صحیح اسلامی عقیدہ حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و 123
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 123
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۸ وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی نبی اور ولی کی کوئی 125
- صحیح اسلامی عقیدہ اللہ اور رسول ﷺ سب عزت والے ہیں 125
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 125
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۹ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پائے نمی بن گیا ہے 126
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ 126
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 126
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۰ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ کو بیوی خیال کرنا وہابی کے 128
- صحیح اسلامی عقیدہ تمام زمانہ من والک 128
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 128
- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱ وہابیہ کے نزدیک امتی بہ اوقات اعمال میں نبی سے 128
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ گل جہاں کی 129
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 129

- وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا عظم تو معاذ اللہ
 کہتے، ہے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نفوذِ پابند من ذالک۔ 131
 صحیح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے
 پیارے رسول مقبول ﷺ کو جنم لیا ہے 131
 ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 131
 اختتامی دعا 133

خصوصیاتِ کتاب

۱۔ باب دوم تا سیم۔

اس کتاب کا ہندوستان میں مرکزی جامع مسجد محمدیہ نور یہ منگلا کالونی میں لکھا گیا اور
 ہندوستان میں مرکزی جامع مسجد غوثیہ البرٹ روڈ آسٹن برٹنگھم (برطانیہ) میں لکھا گیا۔

پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ.

(ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے وہ جنت والے ہیں، وہ ہمیں ہمیشہ رہیں گے۔

یاد رہے کہ

ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے۔ دنیا میں ہر کوئی خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ، عیسائی ہو یا یہودی، عمل صالح کرنے کی دوسروں کو ترغیب دیتا ہے، اور خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے منہ جب وہ نیک اعمال ہیں جو ایمان کے ساتھ ہوں۔

اس دنیا میں اچھے کام کے طور پر کیا چھ نہیں کیا جاتا۔ غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کیلئے خیراتی ہسپتال کھولے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے بنائے جاتے ہیں۔ ادارت اور یتیم بچوں کیلئے سٹیشنل سنٹر، مسافروں کیلئے سرائے، فلاح و بہبود کی انشیں، ویفیز، سوسائیز، غرضیکہ ہر جگہ بہت اچھ کیا جاتا ہے۔ مگر جب تک کوئی اللہ اور اسکے رسول مقبول ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، حقیقی اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنہ نہیں ہو سکتا۔

ان اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

معلوم ہوا کہ

ایمان صالح کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ لیکن.....

ایمان کی ذیل اہم ساز سرکار دو عالم ﷺ کی "محبت" پر ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَهْدِي اللَّهُ فِتْنَةً حَتَّىٰ أَتُكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) ہم میں سے وہی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا،

جب تک میں اسکے نزدیک اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور دوسرے

لوگوں سے جتنی کہ اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ

ہو جائے۔

تو فرمائیں !

مرادہ پر ایمان صرف آپ ﷺ کے ہی بتلانے پلائے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ہمیں

یہ بات بتاتے تو ہمیں اللہ کی کیا خبر تھی۔ پہلے کی طرح آج بھی ہم بتوں کے آگے جھک رہے

ہیں۔ مگر کوہ کو پہنچتے ہوتے۔ اس غفلت سے نکالنے والے حسن اعظم ﷺ پر سچے اور سچے

دل سے ایمان لا کر ہی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان لا سکتے ہیں۔

ہم نے اللہ ﷻ کو اپنا معبود حقیقی ان کے بتلانے پر ہی تو مانا ہے..... اگر

وہ جس نہ بتاتے تو ہم اپنے خالق و مالک اور معبود برحق پر کیونکر ایمان لا سکتے تھے ؟

معلوم ہوا کہ

ایمان کے باب میں سرکار دو عالم ﷺ ہی ہمارے معلم ہیں.....

چنانچہ عام دستور اور قاعدہ ہے کہ طالب علم کی کامیابی و کامرانی استاد کی عزت و

اور محبت میں مضمر ہے۔ جو اسٹوڈنٹ اپنے ٹیچر کیلئے اپنے دل میں عزت، احترام،

چنانچہ ایک چاموئن! سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے آپ سے اپنے ماں باپ سے اپنی آل و اولاد سے سب تعلقات سے بلکہ ساری کائنات سے بڑھ کر عزیز و محترم اور محبوب رکھتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے آپ ﷺ کی محبت اور عشق ہی اسکے ایمان کی جان ہے۔

ملک..... کفار و مشرکین، پیہور و بنوہ..... سب مل کر

اس کوشش میں ہیں۔ کہ کسی طرح، مسلمانوں کے دل سے اُنکے نبی ﷺ کی محبت نکال دو۔ تو یہ انتہائی بے ضرر، محض موروثی، رسمی اور نام کے مسلمانانہ رو جائیں گے۔ کہ جنہیں اپنے مذہب و ملت کی حرمت کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

افسوس کہ

وہ کام جو کافر لوگ صدیوں میں نہ کر سکے خود مسلمانوں کے اندر کافروں کے ایجنٹوں نے کر دکھانا شروع کر دیا۔ یہودیوں، ہندوؤں کے یہ ایجنٹ اس سازش میں ملوث ہو کر حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں متنازع مسائل و عقائد گھڑنے لگے۔ اس طوفان کی ایک شکل غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت ہے۔ بد بخت غیر مقلد وہابی، نجدی اور دیوبندی ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر نئے نئے متنازع مسائل و عقائد پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں موجود عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو بجھا دیا جائے۔

بدعتیہ گئی کے یہ جراثیم یہود و ہنود کی ملی بھگت سے 'بڑی تیزی کے ساتھ ہر شہر ہر
قریہ ہر بستی پر حملہ آور ہیں۔ ہماری منگلا کالونی میں بھی 'غیر مقلدیت، وابستہ، نجدیت
اور دیوبندیت کے چند دانے ہیں۔ جو الحمد للہ بسیار کوشش کے باوجود ابھی تک منگلا
کالونی میں اپنی کوئی جگہ نہ پاسکے ہیں۔ کیونکہ ہم اہل سنت والجماعت ان کے حربوں کو
بخوبی سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔

اللہ تبارک و تعالیٰ، عز و جل و ذو الجلال و الاکرام! سے دعا ہے کہ وہ ان بد بختوں

۱۔ میں اپنی حفاظت میں رکتھ۔ اور اپنے پیارے حبیبِ اقدس، سرکارِ دہلی، علیہ السلام اور الہامیہ عشقِ عطا فرمائے۔

میں نے اس سبب بھی یہی ہے کہ ایک غیر مقلد وہابی نے منگلا ملت میں
 سالانہ اجتماع کروایا۔ بالخصوص رفع یدین کرنے اور آمین
 میں اضافہ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر منگلا ملت میں تقسیم کرنا شروع
 کیا۔ پھر پنا مانا پایا۔ تو ہمارے شاگرد شیدہ فظ سیم قادری اور
 صاحبزادہ صاحبہ نے اسے پکڑ کر میرے پاس لے
 گئے۔ بات میں ان جواب تھے۔ یعنی کسی سوال کا جواب نہ دے گا۔ اس
 پر یہ عالم تھا کہ ہمارے شریف کا ترجمہ بھی نہ کرے گا۔ بس وہی رٹی رٹوائی
 کر رہا تھا۔ ہابی خواہوں نے پکڑا دیں۔ اور جھوٹ اتار دیا کہ ایمان
 میں یہ نہ کرنے کے بارے میں ۷۵۰ احادیث ہیں۔ میں نے اسے ایک مہینہ کی
 قید دی۔ اسے اس وقت لے آؤ۔ سال ۲۰۰۰ء ختم ہوا۔ ۲۴ جنوری ۲۰۰۱ء تک میں منگلا
 میں اسے اس پر یہاں انٹینڈ میں مٹی ۲۰۰۰ء ہے۔ مگر وہ شخص ۷۵۰ احادیث نہ لاسکا۔
 اللہ کی وجہ سے میں نے چاہا کہ چند وہ مختلف فیہ مسائل اور عقائد کہ جن کا بیان
 قرآن و حدیث میں صحیح مسلک بیان کروں۔ چنانچہ یہ کتاب میں نے منگلا میں لکھنی شروع
 کی۔ ۲۰۰۰ء ہمارے مسائل اور عقائد پر مشتمل تین حصوں میں منقسم ہے۔ جن کی مکمل تفصیل تو
 اس میں موجود ہے۔ البتہ مختصر ترتیب حسب ذیل ہے۔

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے مطابق نماز کے متعلقہ ۱۲ مسائل صحیح

۱۔ پایوں، دیونڈیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیب

۱۔ باپوں، دیوبندیوں کے اعتقاد باطلہ ۱۲۲

اہل سنت والجماعت کے اسلامی عقائد

یہ کتاب میں نے اس لئے لکھ دی ہے کہ عوام اہل سنت کے پاس دلائل کا ذخیرہ
موجود ہو۔ اور اگر کوئی سر پھر ان کو بہکانا چاہے تو اس کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔
میں نے اس کتاب کا نام ۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد تجویز کیا ہے۔
آج ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء بمقام جامع مسجد غوثیہ اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ جو
کوئی اس سے استفادہ کرے مجھ گنہگار کیلئے دعائے خیر کرے۔

طالب دعا

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ ' ۲۳۷ ' البرٹ روڈ

آسٹن ' برمنگھم ' برطانیہ

پہلا حصہ

۱۲ مسائل صحیحہ

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے

مطابق

مسئلہ 1

”نماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صرف کندھوں تک خلاف سنت ہے۔“

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲۱

بخاری و مسلم و طحاوی میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَخَاضِيَ أُذُنَيْهِ وَفِي لَفْظٍ حَتَّى يَخَاضِيَ بِهِمَا فَرْوُوعَ أُذُنَيْهِ .

ترجمہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے۔ دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

ابوداؤد و شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبِ مَنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَنْفُذُ .

ترجمہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے مبارک ہاتھ کان کی لو تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

مسلم شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَخَاضِيَ أُذُنَيْهِ حَتَّى يَخَاضِيَ بِهِمَا فَرْوُوعَ أُذُنَيْهِ .

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے۔

بخاری و مسلم و طحاوی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَخَاضِيَ أُذُنَيْهِمَا .

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور قطنی اور یحییٰ نے نہایت صحیح اسناد کے ساتھ جو بشرط مسلم روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَخَاضِيَ بِأُذُنَيْهِمَا .

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

بخاری و مسلم و طحاوی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَخَاضِيَ أُذُنَيْهِمَا .

ترجمہ

جب حضور اکرم ﷺ نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر فرماتے، تو یہاں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی گدیہ کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۳

ابوداؤد نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بَجَانِبِ مَنْكَبَيْهِ وَخَاضِي بَيْنَهُمَا أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے مقابل اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

حدیث نمبر ۱۵

دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ رَأِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ زَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى خَاضِي بَيْنَهُمَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ يَعُدُّ إِلَى شِسْءٍ مِّنْ ذَاتِكَ حَتَّى فَرَّغَ مِنْ صَلَواتِهِ.

ترجمہ

بے شک انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے مقابل فرمادیا، پھر نماز سے فراغت تک رُفَعِ يَدَيْنِ نہ فرمایا۔ یعنی ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۱۶

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت کی۔

أَنَّ كَانَ يَقُولُ لَا ضَخَابَ زَسْؤُلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَزَفَعَ يَدَيْهِ جَدًّا وَجِهَهُ.

سب سے پہلے وہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے پہلے حضور ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو فرماتے اور ہاتھ مبارک چہرہ شریف کے مقابل تک اٹھاتے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ اس لئے کہ عرف عام میں جب کسی چیز سے توبہ یا بیزاری کا اظہار مقصود ہو تو ہاتھ رکھوائے جاتے ہیں، کندھے نہیں پکڑوائے جاتے۔ گویا نمازی اپنے قول (اے اللہ تیری) سے نماز شروع کرتا ہے۔ اور اپنے عمل سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر دنیا سے منسوب ہاتھ رکھتا ہے۔ لہذا نماز شروع کرتے وقت کانوں کو ہاتھ لگانا بالکل مناسب ہے۔ (جاء الحق حصہ دوم)

اعتراضات وجوابات

۱۔ اعتراض نمبر ۱

علم و بخاری نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ ہیں۔ اِذَا كَبَّرَ خَفَعَ يَدَيْهِ جَدًّا تَنَكَّبِيهِ حُضُورَ ﷺ جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔

انہیں علم و بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ نقل کیے۔ اِنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزْفَعُ يَدَيْهِ جَدًّا تَنَكَّبِيهِ لِحُضُورِ ﷺ ہاتھ مبارک اپنے کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کندھوں

قال السنة وضع الكف على الكف تحت السرة.

۱۰ میں نہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

۱۱ حضرت ابی جہمؓ سے روایت کی۔

ان حدیث قال السنة وضع الكف في الصلوة ويضعهما تحت السرة.

۱۲ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور (نمازی

اپنے) ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف کے نیچے رکھے۔

۱۳

۱۴ امام اہل کتاب الآثار میں حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

انہ كان يده اليمنى على يده اليسرى تحت السرة.

۱۵ جب تک حضور اقدسؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

۱۶

۱۷ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

قال يصنع يمينه على شماله تحت السرة.

۱۸ فرماتے ہیں کہ آپؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے۔

۱۹

۲۰ ابن حزم نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

انہ قال من اخلاق النبوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة.

مسئلہ 2

”نماز میں مرد کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے پر غورتوں کی

مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے“

اس مسئلہ کی تائید میں احادیث کا گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۱

ابوداؤد شریف نسخہ ابن عربی میں حضرت ابوداؤدؓ سے روایت ہے۔

قال ابو داود رضي الله عنه اخذ الكف على الكف في الصلوة تحت

السرة.

ترجمہ

حضرت ابوداؤدؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

چاہیے۔

حدیث نمبر ۲

ابوداؤد شریف نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔

ان من السنة في الصلوة وضع الكف في زاوية وضع اليمين على

الشمال تحت السرة.

ترجمہ

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز میں ناف کے

نیچے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۳

ابوداؤد نسخہ ابن عربی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سیدنا علیؓ سے روایت کی۔

آپؐ نے فرمایا کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا 'اخلاقی نبوت سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُجَلِّزٍ وَسَالَتُهُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّهِ وَبِئْسَ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّهِ شِمَالُهُ وَيَجْمَعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الشُّرَّةِ. اسْتَاذُهُ جُنَيْدٌ وَزَوَاتُهُ كُلُّهُمْ نَفَاتٌ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے پوچھا کہ نمازی (نماز میں) ہاتھ کیسے رکھے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے داہنے ہاتھ کی پھٹی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اپنے ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔ اس کی اسناد بہت قوی ہیں اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

”نوٹ“

اس مسئلہ کے متعلق بہت سی دیگر احادیث بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ انہیں پر اکتفا کرنا ہوں۔ زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو صحیح البہاری کی مطالعہ کریں۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔ کیونکہ دستور کے مطابق غلام اپنے آقا کے سامنے ادب سے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر جب نماز میں بندہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے حضور کھڑا ہو، تو اُسے بھی ایسے ہی نیاز مندی سے کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں ادب ہے۔ لیکن غیر مقلد و ہابی جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ مسجد میں کھڑے ہیں یا اکھاڑے میں کشتی لڑنے کیلئے

ہوتے ہیں۔

اللہ بے بندو!

۱۔ عام میں ادب کا اظہار ہے۔

۲۔ میں ادب کا اظہار ہے۔

۳۔ بات میں ادب کا اظہار ہے۔

تو قیام میں

۴۔ اے ادبی کے ساتھ پہلوانوں کی طرح کیوں کھڑے ہوتے ہو؟

۵۔ اب کٹھنوط خاطر رکھو اور

۶۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر عاجزی، انکساری، انتہائی نیاز مندی کے ساتھ

۷۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔

اعتراضات وجوابات

۱۔ اس نمبر ۱

۲۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۳۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۴۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۵۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۶۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۷۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

۸۔ ۱۰۰۰۰ شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَدِيًّا

تُخَفَّتِ السُّرَّةُ وَزَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ ابو داؤد نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے۔ جبکہ ابو جلد نے ناف کے نیچے کی روایت بیان کی ہے۔
(نسخہ ابن عربی)

دوسرا یہ کہ آپ کی پیش کردہ احادیث میں تعارض (اختلاف-Contradiction) آ گیا ہے اور جب احادیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع، سجود اور اتقیات وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے۔ تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب کا لحاظ رہے۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ جبکہ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی و گستاخی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو زور نہ دکھاؤ۔ زاری، انکساری دکھاؤ وہاں زور نہیں چلتا ادب چلتا ہے۔ میرے دوست! اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہا بڑی انکساری اور زاری ہی سب سے زیادہ قبول ہے۔

چیلنج

غیر مقلد و پایوں کے پاس ایک بھی مرفوع صحیح حدیث بخاری و مسلم کی نہیں کہ جس میں مردوں کو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اگر کوئی ہے تو لاؤ۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

مسئلہ 3

نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ (بسم اللہ شریف) آہستہ پڑھے۔
"نہ پڑھے" کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔
"نہ پڑھے" میں سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت سی روایات ہیں جن میں سے چند احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

۳۱ ہجری

مسلم، بخاری اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے توئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۳

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَحُونَ الصَّلَاةَ
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

باشہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ رب العالمین سے

قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۲۵

نسائی، ابن حبان اور طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ بَكْرٍ وَغُمَرُ وَعُثْمَانُ فَلَمْ
 أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ائمہ میں نمازیں پڑھیں۔ ان حضرات میں سے کسی
 ایک کو بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸

طبرانی نے معجم کبیر میں، ابوشیم نے علیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ بَكْرٍ وَغُمَرُ كَانُوا يُسْرُونَ بِسْمِ اللَّهِ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

بے شک نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آہستہ بسم اللہ شریف
 پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۵۱۲

ابوداؤد، دارقوتی، طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ بَكْرٍ وَغُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

مشریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ بَكْرٍ وَغُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ
 الْمِرَّةِ وَلَا فِي الْآخِرَةِ.

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت
 عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ جبکہ "بسم اللہ
 الرحمن الرحيم" کا ذکر نہ اول قرأت میں کرتے تھے اور نہ ہی آخر قرأت میں۔

۱۶

ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنْ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَخْفِئُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْأَسْتِعَاذَةَ
 وَدُبْنَا لَكَ الْحَمْدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "بسم اللہ الرحمن الرحيم" "اعوذ بالله من الشیطان
 الرجیم" اور "ربنا لک الحمد" آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۷

امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ أَرِيعُ "يَخْفِئُهِنَ الْأَمَامُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَتَسْبِيحُكَ اللَّهُمَّ
 وَتَعُوذُ وَآمِينَ."

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

- ۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
- ۲۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
- ۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ
- ۴۔ آمین

حدیث نمبر ۱۹۴۱۸

مسلم و بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمْتِعُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْعَزَاةِ بِالْخُفِّ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے اور قرأت "الحمد لله رب العالمين" سے شروع فرماتے۔

حدیث نمبر ۲۰

عبدالرزاق نے ابوفاختہ سے روایت کی۔

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ لَا يَجْهَرُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَانَ يَجْهَرُ بِالْخُفِّ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

نبی شک حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ جبکہ "الحمد لله رب العالمين" بلند آواز سے ہی پڑھتے تھے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" آہستہ پڑھی جائے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف کسی سورۃ کا جز نہیں۔ صرف سورتوں میں فصل کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ تو جب بسم

شریف کسی سورۃ کا جز ہی نہیں تو (نماز میں) اونچی آواز سے پڑھنے پر سورۃ کا جز ہوتا ہوگی۔ جو کہ درست نہیں۔ اور پھر اس طرح ان احادیث پر بھی عمل نہیں ہوتا کہ جن میں آہستہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جو اچھا کام بسم اللہ شریف سے شروع نہ ہو وہ ناقص ہوتا ہے۔ تو وہابی صاحب! ہم کب اس کا انکار کر رہے ہیں؟ ہمارا موقف یہ ہے کہ بسم اللہ شریف ضرور پڑھنی جائے..... مگر آہستہ۔ جس طرح تَعُوْذُ آہستہ پڑھتے ہیں۔ کیونکہ تَعُوْذُ بھی سورۃ کا جز نہیں۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

بسم اللہ شریف تو ہر سورۃ کا جز ہے۔ اگر جز نہ ہوتا تو قرآن پاک میں ہر سورۃ کے ساتھ نہ لکھی ہوتی۔

جواب:

اگر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورۃ کا جز ہوتی تو سورۃ سے علیحدہ لمبے حروف میں نہ لکھی ہوتی۔ بلکہ جو انداز دوسری آیتوں کے لکھنے کا ہوتا ہے اس کے مطابق ہی لکھی ہوتی۔ بخاری شریف باب کیف بدء الوحی میں ہے سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی اقرأ۔ پڑھیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ما انا بفارسی۔ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر عرض کیا کہ افسراء۔ حضور ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر میں عرض کیا۔ افسراء بانسہ زآلث اذنی خلق۔ اپنے رب کے نام سے پڑھیے کہ جس نے ہر کسی کو تخلیق کیا۔ غرضیکہ پوری وحی میں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں سے اول

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نازل نہیں ہوئی۔ اگر جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی ہے تو باریک برکت پڑھی ہے۔

اعتراض نمبر ۲

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قال سنان الشیبیؒ یفتیٰ مسلوٰۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی نبی کریم ﷺ اپنی نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے۔

جواب:

ترمذی شریف میں اسی حدیث کے آگے یہ ہے۔ بن ابی خدیجہ لیس سنداً بسم اللہ۔ یہ اس حدیث ہے کہ جس کی اسناد کچھ بھی نہیں۔ یعنی اس حدیث کا نہ سرا ہے نہ پتہ۔ تو قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے؟

اعتراض نمبر ۳

طحاوی شریف سے حضرت عبدالرحمن ابن ابی کی روایت کی۔ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَجَهِزَ بِنَسَمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی اور میرے والدین بھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب:

بخاری و مسلم کی بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے اور قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ ان احادیث کثیرہ کے بالمقابل یہ حدیث شاذ ہے لہذا احادیث کثیرہ و مشہورہ کے مقابلے میں شاذ حدیث قابل عمل نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ۛۛۛ

مسئلہ 4

”اما کے پیچھے مقتدی کیلئے تلاوت قرآن پاک کرنا سخت منع ہے“ جبکہ غیر مقلد و بابی مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کی ممانعت پر قرآن پاک، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقلی دلائل بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

آیات بینات

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

(ترجمہ) اور جب قرآن پاک پڑھا جائے تو سنو اس کو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت ہے۔ ”جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کی قرأت امام سننے کے متعلق ہے۔“

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پاک پڑھتے سنا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کو سمجھو۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اول اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے، پھر آیت مذکورہ کے بعد امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہو گئی۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

مسلم شرف باب بحود التلاوة میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔

اَنَّ سَالِ زَيْدَ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ الْمَرْوَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ
فَنُصِتُوا۔۔

ترجمہ

ابو سہل نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے امام کے ساتھ
قرأت کرنے کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قرأت بالکل
چاہئے نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مسلم شریف باب التثنية میں ہے۔

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدَّثْتُ ابْنَ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَإِذَا قُرِءَ الْخُ
فَانصَتُوا۔

ترجمہ

اس سے ابو بکر نے پوچھا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ
بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۳

ترمذی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَتْلُ مِنْهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَزَا
الْإِمَامِ هَذَا حَدِيثٌ "حَسَنٌ" صَحِيحٌ۔

ترجمہ

جو کوئی (اکیلے) نماز پڑھے (اور) اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (تو) اس نے نماز

نہیں پڑھی، مگر یہ کہ (اگر) امام کے پیچھے ہو (تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے) یہ حدیث
حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۴

نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَمَّا جَعَلَ الْإِمَامَ لِيُؤْتِمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ
فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا۔

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی
جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأت کرے، تو تم
خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۵

طحاوی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ۔

ترجمہ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی تلاوت ہی اس کی تلاوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۶

امام محمد نے مؤطا شریف میں امام ابو حنیفہ، عن موسیٰ ابن عائشہ، عن عبد اللہ ابن

شداد، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ الْهَيْثَمِ هَذَا لَاسْتِثْنَاءٍ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ

الْمُتَخَيَّرِينَ۔

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت

ہے۔ محمد ابن مہدی اور امام باقر علیہ السلام نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہیں مسلم و بخاری کی شرط پر۔
نوٹ: یہ حدیث امام احمد، ابن ماجہ، دارقطنی، ترمذی نے بھی روایت کی۔ (بحوالہ صحیح البخاری)۔
حدیث نمبر ۱۱

طحاوی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ أَقْبَلَ بَوَّاحِهِ فَحَالَ انْتِزَاعُ الْإِمَامِ يُقْرَأُ فَسَكَنُوا
ثَلَاثًا فَحَالُوا أَنْ لَنْفَعُوا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم امام کی قرأت کی حالت میں تلاوت کرتے ہو.....؟ صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ حضور ﷺ نے تین بار یہی سوال دہرایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اِنَّا لَنْفَعُكَ ہاں سرکار! ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔ یعنی امام کی تلاوت کے ساتھ تلاوت کی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَفْعَلُوا آنسو ڈالیں کہنا۔

حدیث نمبر ۱۲

طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ فَضْلَةٌ.

ترجمہ

جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ دین فطرت پر نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ قَالَ قَالَ دَجَلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَرَّ خَلْفَ الْإِمَامِ أَوْ انْصَحْتَ
قَالَ بَلْ انْصَحْتَ فَكُنْ يَكْفِيكَ.

ایک شخص نے حضور انور ﷺ سے سوال کیا۔ آیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں یا خاموش رہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بَلْ انْصَحْتَ بلکہ خاموش رہ۔ کیونکہ تیرے لئے امام ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴

دارقطنی نے حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

حدیث نمبر ۱۵

ترمذی نے قرأت کی بحث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فِيهَا بِإِذْنِ الْإِمَامِ فَتَمُوتُ
مَذَاجُ الْأُضْلُوءِ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ

فرمایا نبی کریم ﷺ نے ہر وہ نماز کہ جس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاوے ناقص ہے۔

سوائے اس نماز کے کہ جو امام کے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۱۷

امام محمد نے اپنی مؤطا میں اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ لَيْتَ مِنْ فَمِ النَّبِيِّ يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حُجْرًا.

فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، کاش! اُس کے منہ میں پتھر ہو۔

(تاکہ وہ خاموش رہے)

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عباس، جابر بن عبداللہ، حضرت علقمہ، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عمر وغیرہم سے مکمل اسنادوں کے ساتھ روایات پیش کیں۔ کہ یہ تمام حضرت امام کے پیچھے قرأت کے سخت خلاف ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرنے اس کے منہ میں آگ ہو، کوئی فرماتے ہیں کہ اس کے منہ میں پتھر ہو، کوئی فرماتے ہیں کہ وہ فطرت کے خلاف ہے۔ ان تمام کو یہاں نقل کرنا دشوار ہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ جب شاہی دربار میں عوام الناس کا کوئی وفد جاتا ہے، تو آداب بھی بجالاتے ہیں، مگر عرض معروض سب نہیں کر سکتے۔ سب کی طرف سے گزارشات وہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ جو ان سب میں اہم، لیڈر اور نمائندہ ہو۔ جبکہ باقی سب خاموش رہیں گے۔ ایسے ہی باجماعت نمازی حضرات رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ شان میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں، تو تکبیر، تسبیح، ثناء، تشہید وغیرہ کی صورت میں دربار شاہی کے آداب اور سلامی بحرئی، سبھی بجا لائیں، مگر تلاوت جو کہ عرض معروض ہے وہ صرف سب کا نمائندہ یعنی امام ہی کرے گا۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

مسلم و بخاری میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ اس کی نمازی نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ وہابیوں کا مشہور اعتراض ہے)

اب

یہ حدیث امام مسلم نے اس طرح نقل فرمائی۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ مَا عَدَا۔ اس کی نماز نہیں جو فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ اور مؤطا امام دالب میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالسُّورَةِ نَمَازٌ نَحْنُ ہوتی سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانے سے۔ اب الحمدیث، غیر مقلد وہابیوں کو پاب ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ کو بھی فرض جانیں اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھی فرض جانیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس کا علمی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے معنی کرنے چاہئیں کہ جس سے قرآن و حدیث میں تعارض نہ رہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں۔ لَا صَلَوةَ الْخِمْ لَانْفِیْ حُضْوَ کا ہے۔ جس کا اسم تو ہے ”صلوٰۃ“۔ جبکہ خبر پوشیدہ ہے۔ یعنی ”کامل“۔ تو معنی یہ ہوئے کہ نماز بغیر سورۃ کامل نہیں ہوتی..... جس طرح فرمایا گیا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُودِ الْغُلَب۔ اس لا سے کمال نماز کی نفی ہے۔ ایسے ہی یہاں۔ لَمْ يَقْرَأْ قِرَاءَةً۔ حکمی و حقیقی دونوں کو شامل ہے۔ کہ امام اور اکیلے نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا حقیقتاً واجب ہے۔ اور مقتدی پر حکماً۔ کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قِرَاءَةُ الْإِنشَاءِ قِرَاءَةً۔ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث عبادہ بن صامت کے ماتحت فرماتے ہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق اکثر صحابہ و تابعین کا اس حدیث عبادہ پر عمل ہے تو جب اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اس حدیث پر ہے تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ضروری ہے۔

جواب:

امام ترمذی کا یہاں اکثر فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ صحابہ۔ تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے، کم نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ یہاں اکثر بمعنی چند اور

متعدد ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔ "وَسُبِّحُوا لَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ وَتَحْمِيلًا" (ترجمہ) ان میں سے بہت سے ہدایت پر تھے اور بہت سے گمراہی پر تھے۔ یعنی چند ہدایت پر تھے اور چند گمراہی پر تھے۔ حق یہ ہے کہ زیادہ صحابہ کرام ؓ قرآن خلف الامام کے خلاف تھے۔

اقوال صحابہ کرام ؓ

- ۱۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں بدبو بھر جائے۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور
- ۵۔ حضرت علقمہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں خاک ہو۔
- ۶۔ حضرت غنی ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ فطرت پر نہیں۔
- ۷۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۸۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں پتھر ہو۔
- ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ انگارے ہوں۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ صرف خود امام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام کی تلاوت ہی کافی ہے۔

یہ تمام روایات محمدی شریف اور صحیح البہاری میں موجود ہیں چند روایات بطور نمونہ پیش کر دی ہیں درندہ ۸۰ صحابہ کرام ؓ سے منقول ہے کہ وہ حضرت امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع کرتے تھے۔

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات

سوال نمبر ۱

نماز میں جیسے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ ایسے ہی دوسری سورۃ ملانی بھی ضروری ہے مسلم شریف میں ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْفَرْزَانِ فَضَاعِلًا۔ اس کی نماز نہیں، جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی دوسری سورۃ) نہ پڑھے۔ غیر مقلد روایاتی بھی مانتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ تو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ جیسے دوسری سورۃ کیلئے امام کی قرأت کافی ہے۔ ایسے ہی سورۃ فاتحہ کیلئے بھی امام کی قرأت ہی کافی ہونی چاہیے۔

سوال نمبر ۲

جو کوئی رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے، اسے رکعت مل جاتی ہے۔ اگر مقتدی پڑے سورۃ فاتحہ پڑھنی لازم ہوتی، تو اسے رکعت نہ ملنی چاہیے تھی۔

سوال نمبر ۳

مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت اور آمین کہنی ضروری ہو، تو غیر مقلد روایاتی بتائے کہ اگر امام مقتدی سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھ لے اور مقتدی سورۃ فاتحہ کے بیچ میں ہو، تو کیا

مقتدی اپنی سورۃ فاتحہ ختم کر کے آمین کہے گا یا نہیں؟ جبکہ

”نہ دو مرتبہ آمین کہنا جائز ہے، اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے سچ میں آمین کہنا جائز ہے“

سوال نمبر ۴

اگر مقتدی نے ابھی سورۃ فاتحہ ختم نہ کی ہو اور امام رکوع میں چلا جائے تو وہابی یہ بتائے کہ یہ مقتدی آدھی سورۃ فاتحہ چھوڑ دے گا اور امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے گا یا رکوع چھوڑ کر سورۃ فاتحہ مکمل کرے گا؟

چیلنج

مشرق مغرب کے علمائے حدیث کیلئے اعلان عام ہے کہ ان چار سوالوں کے جوابات دیں، مگر شرط یہ ہے کہ حدیث صریح سے دیں، منہج اپنی رائے شریف استعمال نہ کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ چنانچہ ہم ان بھولے بھٹکے ہوؤں سے صرف اتنا کہتے ہیں کہ ضد چھوڑ دیں قرآن و احادیث پر عمل کریں اور مذہب حنفی کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کریں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

مسئلہ 5

”ہر نمازی کیلئے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد نماز جہری ہو یا ستری آمین آہستہ کہنا سنت ہے“

مگر غیر مقلد وہابی جہری نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی بلند آواز سے چیخ چیخ کر آمین کہتا ہے۔ جو کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ آمین آہستہ کہنے کے دلائل میں گلدستہ احادیث قدس خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸۲۱

بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمِنَ الْأَمَامُ فَلَمَنْعُوا فَانْفُتُوا مِنْ وَاقِفٍ تَامِيْنُهُ تَامِيْنِ الْمَلِكَةِ غُفْرَتُهُ فَمَنْعُوا مِنْ ذَنْبِهِ. (رواه البخاری و مسلم و احمد و مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو۔ (کیونکہ) جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح حدیث

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اس نمازی کیلئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ جبکہ فرشتے ایسی آہستہ آمین کہتے ہیں کہ آج تک ان کی آمین کسی نے نہیں سنی۔ اگر کسی وہابی نے فرشتوں کی آمین سنی ہے تو بتائے۔ چنانچہ جو وہابی چیخ چیخ کر

آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوئی۔ وہ جیسے آتے ہیں ایسے ہی واپس جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳۹

بخاری، شافعی، مالک، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ قَوْلُ الْمَلَائِكَةِ غُضُّوا لَهُ بِمَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین ہو۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوا، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

پہلا یہ کہ امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اگر مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری ہوتی، تو حضور ﷺ فرماتے کہ جب تم پڑھو چکو ولا الضالین تو کہو آمین۔ بلکہ فرمایا کہ جب امام کہے ولا الضالین تو تم کہو آمین۔ معلوم ہوا امام کے پیچھے مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ اس حدیث سے بالکل واضح ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنے کا حکم ہے..... زور سے نہیں۔ جب ہم آہستہ آمین کہیں گے تو ہماری آمین سنائی نہیں دے گی۔ اس طرح ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ کیونکہ فرشتوں کی آمین بھی سنائی نہیں دیتی۔ جبکہ غیر مقتدی وہابی یہ کہتے ہیں کہ یہاں وقت کی موافقت مراد ہے۔ جو کسی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ جب ہمیں فرشتوں کی آواز سنائی ہی نہیں دیتی، تو ایک ہی وقت میں آمین کی موافقت کیسے ممکن ہے؟ فَيُحِبُّ غُفْرَانَ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ يُغْفِرُ لَهُمْ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَنَسَا

نہاؤں۔ ”وہو کہ دیا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو، اور نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو، اور انہیں شعور نہیں۔“

گناہوں کی بخشش کی شرط یہ لگائی گئی ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوئی، اس کے ماقبل گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے موافق نہیں، اس کے ماقبل گناہ معاف نہیں ہو گئے۔ جیسے سیاہ باطن آئے تھے ایسے ہی سیاہ باطن واپس گئے۔ وہاں اگر گناہ بخشوانا ہو تو آمین آہستہ کہنا شروع کر دو۔ اور اگر گناہوں سے محبت ہے، تو پھر اپنی ذہن میں مست رہو۔

حدیث نمبر ۱۸۲۱۴

امام احمد، ابوداؤد، طبرانی، ابویعلیٰ موصلی طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح میں۔
عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ سَمِعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَاخْفَضَ بِهَا صَوْتَهُ.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ﷺ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اور اپنی آواز کو پست رکھا۔ یعنی آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حدیث نمبر ۲۱۴۱۹

ابوداؤد، ترمذی اور ابن شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهِ صَوْتَهُ

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سنا.... آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیہم

ولا الضالین پر ہا، تو فرمایا آمین، اور اپنی آواز آہستہ رکھی۔

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۲۲

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔
قال لم یکن عمر وعلمی "رخصی اللہ علیہما ینحیزان بسم اللہ الرحمن
الرحیم ولا آمین۔"

ترجمہ

حضرت عمروؓ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما نہ تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اونچی آواز سے
پڑھتے تھے اور نہ ہی "آمین" اونچی آواز سے کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳

یعنی شرح ہدایہ نے حضرت ابو عمرؓ سے روایت کی۔

عن عمر ابن الخطاب رضى الله عنه قال يخطب الامام اربعا التَّعَوُّذُ
وبسم الله الرحمن الرحيم وآمين وربنا لك الحمد

ترجمہ

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳۔ آمِيْن

۴۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حدیث نمبر ۲۵

یعنی نے حضرت ابو وائلؓ سے روایت کی، کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔

يُخَطِّبُ الْأَمَامُ أَرْبَعًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
والتَّعَوُّذُ وَالشَّهَادَةُ

ترجمہ

امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۴۔ تَشْهِيْدُ

حدیث نمبر ۲۶

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آثار میں اور عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی مصنف میں
یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت
ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی۔

قال اربع "يُخَطِّبُهُنَّ الْأَمَامُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
والتَّعَوُّذُ وَآمِينَ"

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۴۔ آمِيْن

(ماخوذ از جامع الحق حصہ دوم مصنف مفتی احمدیہ رحمان نور اللہ مرقدہ)

عقلی تقاضہ

عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ کیونکہ لفظ آمین قرآن پاک کی

کوئی آیت یا کلمہ نہیں ہے۔ نہ تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں اور نہ ہی قرآن پاک میں لکھی گئی ہے۔ آمین، محض دعا اور ذکر ہے۔ لہذا جیسے ثناء، تعویذ، تسبیح، التحيات، تسبیحات اور دعائے ماثورہ سب آہستہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آمین بھی آہستہ ہی کہنی چاہیے۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

ترمذی شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال سمعت النبی اقرء غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وقال ابین وندبھا ضوئہ میں نے نبی پاک ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا، اور آمین کہا، اور اپنی آواز کو اس پر بلند فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب:

دہائی صاحب آپ نے ترجمہ غلط کیا۔ اس میں مذک لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور مذ مذ سے بنا ہے۔ جس کے معنی آواز بلند کرنا نہیں بلکہ کمپنی ہے۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے "آمین" بروزن کریم قصر نہیں پڑھی۔ بلکہ بروزن تالین الف اور ہم خوب کھینچ کر پڑھی۔

اعتراض نمبر ۲

اس حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ آمین فرماتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے اور مسجد گونج اٹھتی۔

جواب:

اس حدیث میں مسجد کے گونج جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ منہ والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ چھپر والی مسجد میں۔ حضور اکرم ﷺ کی مسجد شریف آپ کے زمانہ حیات میں

مذہب والی چھپر والی تھی۔ وہاں گونج پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ آج وہاں غیر مقلد کسی چھپر والی کچی مسجد میں یا کسی سچے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جینے جینے مرجائیں گے، لیکن گونج پیدا نہ کر سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں نماز کا ذکر نہیں، صرف حضور ﷺ کی قرأت کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قرأت کا ذکر فرمایا گیا ہو۔

تیسرا یہ کہ آمین بالکھی والی حدیثیں قیاس شرعی کے موافق ہیں۔ اور جہری والی حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔ لہذا آہستہ آمین والی حدیثیں قابل عمل ہیں۔ اور اس کے خلاف والی حدیثیں قابل ترک ہیں۔

چوتھا یہ کہ جہری آمین والی حدیثیں قرآن پاک سے اور ان احادیث سے جو آمین بالکھی پر پیش کی گئیں سے منسوخ ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ آمین آہستہ کہتے تھے۔ اسی کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین نہیں کہتے تھے۔

چیلنج

غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع موجود نہیں کہ جس میں نماز کے اندر آمین بالجہر کی تصریح ہو۔ ایسی صحیح حدیث نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ چنانچہ دہائیوں کو چاہیے کہ ضد چھوڑ دیں اور آمین بالکھی کہا کریں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

مسئلہ 6

”رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت یدین کرنا مکروہ اور خلاف

سنت ہے۔“

مگر وہابی غیر مقلدین..... ان دونوں وقتوں میں رفع یدین کرتے ہیں اور رفع یدین کرنے پر زور دیتے ہیں۔ رفع یدین نہ کرنے کے متعلق احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۳۱

ترمذی ابو داؤد نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال ابن مسعود رضي الله عنه الا أصبى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه الأمرة واحدة مع تكبير الافتتاح وقال الترمذی حديث ابن مسعود حديث حسن.

ترجمہ

ایک وفد ہم سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز پڑھوں؟ آپ نے نماز پڑھی، تو اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ اہم ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر ۵

ابن شیبہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال كان النبي ﷺ إذا فتتح الصلوة رفع يديه ثم لا يرفعهما حتى يقرأ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک

اٹھاتے، پھر نماز ختم ہونے تک ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۶

ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رايت رسول الله ﷺ رفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لم يرفعهما حتى انصرف.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۷

طحاوی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبي ﷺ كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يرفعه.

ترجمہ

وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے، (اور) پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۸

حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ قرأ في الأيدي عن سبع مواطن عند افتتاح الصلوة واستقبال القبلة والضوء والمزوة والوقوفين والجموعتين.

ترجمہ

راوی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت، کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت، اسفا اور مروہ کے پہاڑ پر، دونوں وقف یعنی منا اور مزدلفہ میں، اور جمروں کے سامنے۔

یہی حدیث بزار نے حضرت امین عمرؓ سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے، بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے، طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور بخاری نے کتاب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کچھ فرق کے ساتھ بیان کی۔

حدیث نمبر ۱۵

امام طحاوی نے حضرت مغیرہؓ سے روایت کی کہ میں نے ابراہیمؓ سے عرض کیا حضرت وائلؓ نے حضور اکرمؐ کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، تو آپ نے فرمایا۔

اِنْ كَانَ وَائِلٌ رَاَهُ مَرَّةً يَفْعَلُ ذَالِكَ فَقَدْ رَاَهُ عَبْدُ اللَّهِ حُضِينَ مَرَّةً لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ .

ترجمہ

ارد وائلؓ نے حضور اقدسؐ کو ایک بار رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور اقدسؐ کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے پچاس مرتبہ دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ تا ۱۷

طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہدؓ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَدِيهِ الْأَوَّلَى تَكْبِيرَةَ الْأَوَّلَى

مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے آخر نماز تک سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۸

یعنی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی۔

اِنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ اَسْمِهِ مِنْ

الرُّكُوعِ وَعِنْدَ اَسْمِهِ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَلَمَّا شَهِدَ "فَعَلَهُ" رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَرَكَهُ .

ترجمہ

آپؐ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا، تو آپؐ نے اس کو منع کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ بے شک یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ پہلے کرتے تھے، پھر (بعد میں) اس کو ترک فرمایا۔

سبق:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین منسوخ ہے جن صحابہ کرامؓ سے یا حضور اقدسؐ سے رفع یدین ثابت ہے، وہ حضورؐ کا ایسا پہلا فعل ہے کہ جو بعد میں منسوخ کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱

طحاوی شریف نے حضرت اسودؓ سے روایت کی۔

قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَقَالَ حَدِيثٌ "صَحِيحٌ".

ترجمہ

حضرت اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپؓ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۲۲

ابوداؤد شریف میں حضرت سفیانؓ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا سَفْيَانُ اسْنَدُهُ بِهَذَا قَالَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ وَقَالَ يَفْعَلُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً .

ترجمہ

حضرت سفیان رحمہ اللہ اسی اسناد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے پہلی ہی بار ہاتھ اٹھائے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے، یعنی اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۲۳

دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اللَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَى بِهِمَا اذْنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعْزِزْهُنَّ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ جب حضور انور ﷺ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے بلند کیے کہ کانوں کے مقابل ہو گئے۔ (اور) پھر دوبارہ نہ اٹھائے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۴

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّهُ هَالَا لَا تَرْفَعُ الْاَيْدِيَّ فَيُشْرِي مِنْ صَلَاتِكَ بَعْدَ الْمَرَّةِ الْاُولَى.

ترجمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں کو غنیمت میں پہلی بار کے سوا کسی بھی مقدم میں نہ اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۲۵

ابو داؤد نے براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ اُذُنٍ ثُمَّ لَا يَعْزِزُ

ترجمہ

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک لے جاتے اور پھر (ہاتھ) نہ اٹھاتے۔

نوٹ: احادیث کی معتبر کتب کی روایت کردہ یہ ۱۲۵ حدیث کا خوبصورت گلدستہ رفع یدین نہ کرنے کے ثبوت میں "جاء الحق حصہ دوم" کے حوالہ سے پیش کیا گیا۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ بوقت رکوع رفع یدین نہ ہو۔ کیونکہ رفع یدین حضرات صیہ کرام خصوصاً خلفائے اشدین بھ کے عمل کے خلاف تو ہے ہی عقل شرعی کے بھی خلاف ہے۔ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے۔ وہ تمام روایات منسوخ ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ تو آپ نے اس کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَرَكَهُ بَشَكٍّ يَهِ اِيَّا نِي اَلْجَوْر مَوْلَا اللّٰهِ ﷺ نے پہلے کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ لہذا وہ تمام روایات جو رفع یدین کے بارے میں ہیں، منسوخ ہیں یا ناقابل عمل ہیں۔ ان کو قابل عمل ماننے سے احادیث میں سخت تعارض آئے گا۔

اور یہ کہ نماز میں سکون و اطمینان چاہیے تو رفع یدین نہ کیا جائے۔ کیونکہ بلا ضرورت اور بار بار رفع یدین ایسی حرکت ہے کہ جو نماز میں خلل ڈالتی ہے۔ ان باتوں کو مد نظر رکھا جائے تو عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر عمل کیا جائے۔

اعتراضات و جوابات

اس باب میں زیادہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرنے کی گنجائش نہیں، اس لئے غیر مقلدین کے چند مشہور اعتراضات اور پھر ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱

ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں رفع یدین کرنے کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ ثُمَّ يَسْكَبُ وَيُزْفِعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِهِمَا مَنَكَبَيْهِ ثُمَّ يَزْفِعُ رَاكِبَتَيْهِ عَلَى رَاكِبَتَيْهِ ثُمَّ يَزْفِعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ بِمَنْ حَمَدَهُ ثُمَّ يَزْفِعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِهِمَا مَنَكَبَيْهِ (ترجمہ) پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ اور اپنی تھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر اپنے سر اٹھاتے۔ پھر سبب اللہ بِنِ حَمْدِهِ کہتے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ ابو حمید ساعدی نے جماعت صحابہ میں یہ حدیث بیان کی۔ جس میں بوقت رکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اور صحابہ نے اس کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین حضور اکرم ﷺ کا فعل ہے۔ لہذا ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

نوٹ: یہ اعتراض وہابیوں، غیر مقلدوں کا چوٹی کا اعتراض ہے۔ اور بہت بڑی دلیل ہے اور اس پر ہمیں بہت تازہ ہے۔

جواب:

بحوالہ جاء الحق حمد و ثناء اس کے چند جواب ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کی اسناد ابوداؤد وغیرہ میں اس طرح ہے۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَبٌ حَدَّثَنَا

احمد قال حدثنا عبد الحميد يعني ابن جعفر اخير نبي محمد ابن عمر ابن عطاء مال سمعت ابا حميد الساعدي۔ ہم سے یہ حدیث مسدد نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ نے حدیث سنائی۔ احمد نے کہا کہ ہمیں عبد الحمید ابن جعفر نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد ابن عمر ابن عطاء نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حمید ساعدی سے اس صحابہ کرام پھر کی جماعت میں سنا۔

ان راویان حدیث میں سے عبد الحمید ابن جعفر سخت مجروح اور ضعیف ہے (طحاوی)۔ دوسرے محمد ابن عمر ابن عطاء نے ابو حمید ساعدی سے ملاقات کی ہی نہیں اور یہ کہہ دیا کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ ملاقات کے بغیر سننے کا دعویٰ کیا؟ درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا جو مہبول ہے (بحوالہ طحاوی)

۲۔ یہ کہ یہ حدیث وہابی غیر مقلد کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے۔ ثُمَّ إِذَا قَامَ بَنُ الْوُكُتَيْنِ كَبَّرَ وَقَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَاذِيَ بِهِمَا مَنَكَبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔ پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل لے جاتے۔ جیسا کہ نماز کے شروع میں اٹھاتے۔

میں ان وہابیوں سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یعنی رفع یدین کرتے تھے۔ مگر آپ لوگ دو رکعتوں کے بعد اٹھ کر رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

۳۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے جب یہ حدیث صحابہ کرام سے جمع کی تھی تو صحابہ کرام نے فرمایا جو کہ ابوداؤد میں ہے۔ قَالُوا أَفَلَمَّْا غَوَّ اللَّهُ مَا كُنَّا بِأَكْثَرِ نَافَةٍ نَبْعُثُ وَأَقْدَمْنَا لَهُ صُخْبَةً فَإِنِ ذَلِكُمْ۔ صحابہ کرام نے فرمایا کہ تم ہم سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی نماز سے کیسے واقف ہو گئے۔ جبکہ نہ تو تم ہم سے زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہو، اور نہ ہی ہم سے پہلے صحابی بنے ہو۔ تو ابو حمید ساعدی بولے کہ

بے شک ہے تو ایسی ہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حمید ساعدی نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیادہ فقیہ اور عالم ہیں، اور نہ ہی انہیں حضور ﷺ کی صحبت زیادہ میسر ہوئی ہے۔ ان کے بالمقابل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ عالم صحابی ہیں۔ اور ساری کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ جب وہ رفع یدین کے خلاف روایت کرتے ہیں، تو یقیناً ان کی روایت ابو حمید ساعدی کی روایت کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے (جیسا کہ تعارض احادیث کا حکم ہے)۔ لہذا وہابیوں کی پیش کردہ حدیث بالکل ناقابل عمل ہے۔

۴۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے یہ نہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے آخر حیات مبارکہ میں بھی رفع یدین فرمایا کہ نہیں اور پھر کب تک رفع یدین فرمایا۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث سے کہ جن میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے منسوخ ہے۔ اور جن حدیثوں میں رفع یدین کا ذکر ہے، ان کا مطلب ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ﷺ ایسا کرتے تھے مگر اب وہ احادیث الٰہی کی عمل نہیں ہیں۔

۵۔ یہ کہ وہابیوں کی پیش کردہ یہ روایت قیاس شرعی کے خلاف بھی ہے، لہذا واجب التبرک ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت قیاس شرعی کے مطابق ہے، لہذا واجب العمل ہے۔ کیونکہ احادیث میں جب تعارض ہو، تو قیاس شرعی کو ترجیح ہوتی ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ مجملہ یہ کہ ایک حدیث میں آیا ہے *الْوُضُوءُ بِسَاقِ السَّارِ* آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور وضو کئے بغیر نماز پڑھی۔ یہاں دونوں حدیثوں میں تعارض آگیا تو پہلے حدیث چھوڑ دی گئی اور دوسری حدیث پر عمل ہوا۔ کیونکہ پکی حدیث قیاس کے خلاف ہے اور دوسری حدیث قیاس کے مطابق۔ کہ دن رات ہم گرم پانی سے ہی وضو کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف

ہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت رفع یدین نہ کرنے پر عمل کرتی رہی۔ ان میں سے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت وائل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسود رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سفیان رضی اللہ عنہ، جیسے جلی القدر صحابہ نے ممانعت رفع یدین پر احادیث بیان فرمائیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں رفع یدین والی حدیث منسوخ ہے۔

۷۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی کی اس روایت میں عبدالحمید ابن جعفر اور محمد ابن عمر واہبن عطاء ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام ماروی نے جوہر ترقی میں فرمایا کہ عبدالحمید منکر الحدیث ہیں۔ یہ امام ماروی وہ ہیں کہ جنہیں یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں۔ *هَوَ اسَافُ النَّاسِ فِي هَذَا الْبَابِ*۔ حدیث کے فن میں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اور دوسرا محمد ابن عمرو ایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز ہوئی ہی نہیں۔ مگر کہتا ہے کہ *سَمِعْتُ* میں نے ان سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم از کم مدلس ہے۔

نیز اس حدیث میں تحت اضطراب ہے۔ اسناد بھی مضطرب ہیں، اور متن بھی مضطرب ہے۔ چنانچہ ابن خالد نے جب یہ روایت کی، تو محمد ابن عمرو اور ابو حمید ساعدی کے درمیان ایک مجہول الحال راوی بیان کیا۔ لہذا یہ حدیث مجہول بھی ہے غرضیکہ اس حدیث میں بہت سے خرابیاں ہیں۔

یہ حدیث منکر بھی ہے۔ مضطرب بھی ہے۔ مدلس بھی ہے۔ موضوع بھی ہے۔ مجہول بھی ہے۔ (دیکھو یہی مقام حاشیہ ابو داؤد) ایسی روایت نام لینے کے بھی قابل نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے دلیل پکڑی جائے۔

۸۔ یہ کہ امام بخاری نے بھی ابو حمید ساعدی کی روایت لی ہے۔ مگر نہ تو اس میں ایسے راوی ہیں، اور نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب *مَدِينَةُ الصَّلَاةِ*) اگر ان کی روایت کا ذکر درست ہوتا، تو امام بخاری ہرگز نہ چھوڑتے۔

خفی بھائیو!

رفع یدین غیر مقلد و ہابیوں کی چوٹی کا مسئلہ ہے۔ اور یہ حدیث (جس کے راوی ابو حمید ساعدی ہیں) ان کی مایہ ناز دلیل ہے۔ جو وہابیوں کے بچے بچے کو حفظ ہوتی ہے۔ عام خفی لوگ ان کی چرب زبانی سے خیال کرتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ الحمد للہ ان کی اس دلیل کے پرچے اڑ گئے۔ اب وہابیوں کو اپنی چرب زبانی سے باز آنا چاہیے۔

اعتراض نمبر ۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ خَتَمَ بِمَا نَتَكْنِيهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا كَثُرَ لِدَرْخُوعٍ اِذَا رَفَعَ زَانِسَةَ بِنِ الرَّكْعَةِ۔ بیشک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (اسی طرح) جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور پھر رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ حدیث مسلم و بخاری کی نہایت صحیح الاسناد ہے۔ جس سے رفع یدین ثابت ہوا۔

جواب:

اس حدیث میں یہ تو ذکر ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ رفع یدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ کب تک کیا تھا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین اسلام میں پہلے تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا چنانچہ اس حدیث میں اُسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کی تائید وہ احادیث ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

اس کے علاوہ بھی اعتراضات ہیں یہاں سب اعتراضات اور ان کے جوابات نقل کرنے کی محنت نہیں۔ وہابیوں کے سب اعتراضات مکتزی کے جالے کی مانند کمزور ہیں۔ مذہب خفی قوی ہے اور اس کے دلائل مضبوط سے مضبوط تر ہیں۔

رفعت یدین کے اس موضوع کو ہم مسلم شریف، جلد ۱، صفحہ ۸۱ کی اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔

حدیث:

عن جابر بن سمرہ قال صرح علي بن ابي طالب رضي الله عنه وسلم فقال ما لي اراكم راغمي ابيكم كما ساء الثياب خيل نس اسكنوا في الصلوة۔

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز سکون سے پڑھا کرو۔

تفسیر

غیر مقلد و ہابیو!

اس سے بڑھ کر اور جھڑکی کی کیا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے کو گھوڑوں کی دموں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

مسئلہ 7

”وتر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ اور اس کی قضا لازم

ہے۔“

مگر غیر مقلد و پایوں کے نزدیک وتر واجب نہیں۔ بلکہ سنت غیر مکدہ یعنی نفل ہے۔ چنانچہ وتر واجب ہونے کے ثبوت میں اجماع و حدیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۱۱

ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر حقٌ على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہیں۔

حدیث نمبر ۳

بزار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر واجبٌ على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہیں۔

حدیث نمبر ۲۳۵

ابوداؤد، احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حقٌ فمن لم يوتر فليس مشاً

ترجمہ

کہاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وتر لازم ہیں جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر ۷

عبداللہ بن احمد نے عبدالرحمن ابن رافع توفی سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ شامی لوگ وتر میں سستی کرتے ہیں، تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی اور پوچھا کہ شام کے لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے؟

فقال معاوية اوجب ذلك عليهم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول زادني ربي عز وجل صلوة هي الوتر فيما بين العشاء الى طلوع الفجر.

ترجمہ

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا وتر واجب ہیں؟ معاذ بن جبل نے کہا ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے عشاء اور فجر کے درمیان ایک نماز دی ہے، جو کہ وتر ہے۔

حدیث نمبر ۸

ترمذی میں حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے۔

قال رسول الله ﷺ من نام عن وتره فليصل اذا اضيق.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو وتر چھوڑ کر سو جائے، وہ صبح کے وقت اس کی قضا کرے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۹

ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابوالیوب

انصاری رحمہ اللہ سے روایت کی۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط شیخین پر۔
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أُولَئِكَ جَوٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ".

کے لئے

فرماتے ہیں کہ --- پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم (واجب) ہے۔

یہ ۱۴ احادیث کا حسین گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے احباب ہونے کے ثبوت میں احادیث اس سے زیادہ ہیں۔

خلاصہ کلام

۔۔۔ البتہ حادِ پیشہ سے ثابت ہوا کہ وتر کی نماز نفل نہیں واجب ہے۔ بلکہ وتر کی قضا بھی واجب ہے۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے وتر رات کو رہ جائیں، تو وہ صبح اس کی قضا کرے۔ اور قضا تو صرف فرض و واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

X

مسئله 8

”وتر کی تین رکعت ہیں۔ تین سے کم، یعنی ایک نہیں۔ اور تین سے زیادہ یعنی پانچ بھی نہیں۔“

مگر غیہ مقلد و باہلی و ترکی ایک رکعت مانتے ہیں، اور ایک ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ و ترکی تین رکعت ہونے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین بگدستہ پیش خدمت ہے۔

”مگر قبول افتد زبے عز و شرف“

حدیث نمبر ۱۳۱۷

سنا کی شریف، طحاوی، طبرانی نے تصغیر میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
 ھاذا کان رسول اللہ ﷺ یؤتی بثلث لا یسلم الا علی اخرهن۔

22

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، مسلمان نہیں کہتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۶۵۵

دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی۔

قال رسول الله ﷺ: «وتر الليل كوتر النهار صلوة المغرب».

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے دن کے وتر یعنی نمازِ مغرب (تین ہیں)۔

— ۱۸۰ —

طحاوی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ.

ترجمہ

نبی کریم ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

نسائی شریف نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ ایک رات میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ رات کو بیدار ہوئے۔ مسواک کی وضو کی، اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ اِنْ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پھر نفل کی دو رکعتیں پڑھیں۔

فَنَامَ حَتَّى سَمِعَتْ نَفْخَةً ثُمَّ قَامَ فَنَوَضَا اسْتَاكَ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَنَوَضَا وَاسْتَاكَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَاقْرَأَ بِثَلَاثٍ۔

ترجمہ

پھر حضور اقدس ﷺ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر اٹھے اور مسواک کی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اٹھے اور مع مسواک کے وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹

ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ اور ابن شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِی الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَقُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ هُنَّ رَكْعَةٌ فِی رَكْعَةٍ۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ (یعنی سج اسم ربک الاعلیٰ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد) پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۵۱۳

ترمذی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے حضرت عبدالعزیز بن جریج عبدالرحمن ابن ابی سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بَايَ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَشْرَأُ فِی الْاَوَّلِیِّ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَانْفِصُوْهُمَا۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سج اسم ربک الاعلیٰ" دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" تیسری میں "قل هو اللہ احد" اور "معوذتین" (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹

نسائی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِی الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الرُّكْعَةِ الثَّانِیَةِ قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا یَسْلُمُ الْاَمْنُ اَخْرَجَ۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سج اسم ربک الاعلیٰ" پڑھتے۔ دوسری میں "قل یا ایہا الکافرون" پڑھتے۔ تیسری میں "قل هو اللہ احد" پڑھتے۔ اور سلام ان تین رکعتوں کے آخر میں کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰

ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن ؑ سے روایت کی۔

قَالَ أَجْمَعُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْوُثْرِ ثَلَاثٌ لَا يَسْلَمُ إِلَّا بِأَخْرِ هُنَّ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔ اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ سلام پھیرے پھر آخر میں۔

حدیث نمبر ۳۱

طحاوی شریف نے حضرت ابو خالد سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُثْرِ فَقَالَ عَلِمْنَا أَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْوُثْرِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ هَذَا وَثَرُ الْفَلِيلِ وَهَذَا وَثَرُ النَّهَارِ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ میں نے ابو العالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔۔۔ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ سے سیکھا جانا کہ بے شک وتر نماز مغرب کی شکل میں ہے۔ یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (یعنی مغرب کے فرض) دن کے وتر ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ الْبَتِّيَّةِ، أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً.

(اس حدیث کو علامہ ربیع نے شعب الایمان ص ۲۰ میں اور خط ابن حجر نے درایع ص ۱۱۴ میں اور علامہ بیہقی نے عمدة القاری ص ۴۳ میں بیان کیا)

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دم بدیدہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یعنی اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۳۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَشِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْبَتِّيَّةِ، (یعنی محمد بن علی شوقی ۱۲۵ھ لفظ الاوطار۔ مکتبہ انکلیات ۱۱۱ زہریہ)

محمد بن کعب قرظی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دم گئی (ایک رکعت) نماز سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۳۴

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ. (ابو محمد بن حسن شیبہ بیہقی ۱۸۹ھ نے موطا امام محمد ص ۱۴۶ مطبوعہ نور محمد ص ۱۵۱ ص ۱۵۱ کراچی)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۳۵

عَنْ أَبِي هَانِئٍ قَالَ بَلَغَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا يُؤَنِّزُ رُكْعَةً فَقَالَ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ.

ترجمہ

حضرت ابراہیم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ایک رکعت پڑھتے ہیں تو ابن مسعود نے سخت لہجہ میں ارشاد فرمایا۔ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔ علامہ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے رفیق سفر اور خادم خصوصی تھے۔ سرکار ﷺ جب اپنے نعلین شریف (جو تے مبارک) اتارتے تو انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے حوالے کر دیتے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نعلین شریف کی حفاظت اس طریقے سے فرماتے کہ انہیں اپنی آستین میں لپیٹ کر اپنے

سینے سے لگا لیتے۔ اور اپنے دل کو تسکین دیتے۔ اس طرح غلیبن شریف کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نفل پاک حضور ﷺ
تو ہم کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایسے رفیق سفر اور خادم خصوصی کہ جنہوں نے اکثر نمازیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھیں۔ تو جب وہ فرما رہے ہیں کہ مَا أَتْرَأْتُ رَمَلًا وَلَا جَذَةً قَطُّ میں وتر کی ایک رکعت کو پڑھنا کافی نہیں سمجھتا۔

اس کے باوجود وہابی المحدث کو سمجھ نہ آئی۔

حدیث نمبر ۲۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتِي الضُّحَى. (دواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت سمیت تیراں رکعت پڑھتے تھے۔ یعنی

۸ رکعت نماز تہجد۔ ۳ رکعت وتر۔ اس کے بعد ۲ رکعت صبح کی سنت۔

حدیث نمبر ۲۷

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَالَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُنِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً فَيُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ خُسْنَتَيْنِ وَطَوَلَتْنِ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ خُسْنَتَيْنِ وَطَوَلَتْنِ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَتَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتِّعَامُ قَبْلِ أَنْ تَوُضَّ فَتَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي لَنَا مَا وَلَا يَنَامُ فَلَبِنِي (دواہ مسلم)

(اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع الطبعة الثانیہ کراچی میں روایت فرمایا۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد..... میں بیان کیا۔ اور اس حدیث کو ابن نمیر نے بھی بیان کیا۔ بحوالہ ابن نمیر ج ۱ ص ۵۷ مطبوعہ نور محمد.....)

ترجمہ

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے..... انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ ۱۱ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پس (پہلے) ۳ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ پھر ۴ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ اس کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ تو جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ امیری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۲۸

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يُؤْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ الْبَحْ.

ترجمہ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور انور ﷺ (محرری) کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی پہلے) ۸ رکعت (تہجد) پڑھتے۔ پھر (۳ رکعت) وتر پڑھتے۔ اور پھر ۲ رکعت (سنت) پڑھتے۔

حدیث نمبر ۲۹

عَنْ يَحْيَى ابْنِ ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ سَالًا عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوة رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ هُنَّ حَدِيثُهُمَا تَسْعَ
رَكَعَاتٍ فَإِنَّمَا يُؤْتَرُ مَخْفَنَ . (رواه مسلم)

ترجمہ

صحیح ابن کثیر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی
کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی بھری کی نماز کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے مذکورہ حدیثوں کے علاوہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت
۹ رکعت پڑھیں۔ یعنی کم از کم ۶ رکعت تہجد اور ۳ رکعت وتر۔

حدیث نمبر ۳۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يَسْلُمُ فِي رَكَعَتَيِ
الْوُتْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ الْكَبِيرَةِ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وتر کی
(دو) رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔ بلکہ تین مکمل کر کے سلام
پھیلتے تھے۔

(جاء الحق حصہ دوم)

وتر کی ۳ رکعت پر ائمہ دین کے اقوال زریں

قول اول

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يَسْلُمُ إِلَّا

ابن حجرؒ۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ
وتر تین رکعت ہیں اور اس کی صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔
(بحوالہ حنفی ابو بکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول ثانی

عَنْ شَابِيتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْوُتْرَ بِثَلَاثٍ ثُمَّ يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخُرُوجِ۔
(ترجمہ) ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے تین رکعت نماز وتر پڑھی۔ آخر
میں سلام پھیرا۔

(بحوالہ حنفی ابو بکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول ثالث

عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنِ
مُسْلِمٍ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكَعَتَيِ الْوُتْرِ۔ (ترجمہ) ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ
حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وتر کی دو
رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔

(بحوالہ حنفی ابو بکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول رابع

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ أَنَسُ بْنُ كَعْبٍ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَسْلُمُ إِلَّا
فِي الثَّلَاثَةِ بِشَرْطِ الْمَغْرِبِ۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن
کعبؓ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی طرح تین رکعات کے بعد
سلام پھیلتے تھے۔

(بحوالہ حنفی عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۲۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة

الادب ۱۳۹۰ھ شریح صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۲ فرید یک سوال لاہور بار اول

قول خاص

علامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اِنَّ الْمَوْئِزَ فَلَا تَرْكَعَاتٍ لَا يَسْتَلِمُ الْاُفْقَى اِخْرَجَهُمْ عَنْدَنَا۔ وَلَمَّا حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُمَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَمَا رَوَيْنَا فِي صِفَةِ قِيَامٍ وَسُؤْلِ اللَّهِ بِتَوْبَةٍ وَنَعَسَتْ أُنْثَى ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا لَبِزَتْ قَبْلَ وَتَرَسُّوْلِ اللَّهِ بِتَوْبَةٍ فَلَمْ تَكُنْ اِنْ اَوْتِرَتْ بِثَلَاثٍ وَرَكْعَاتٍ فَرَأَى ابْنُ الْأَوَّلَى سُبْحَ اسْمِهِ وَتِلْكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُنْتَ قَبْلَ الْكُفُوعِ وَهَكَذَا ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمِيعَ بَابِ عِنْدَ خَالِيهِ مِمَّنْ مَوْتُهُ يَزَاقِبُ وَتَرَسُّوْلِ اللَّهِ بِتَوْبَةٍ وَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدًا يُؤَوِّزُ بِرَكْعَةٍ فَقَالَ نَاهَذَا التَّيْبِزَاءُ۔ وَأَمَّا قَالَ ذَلِكَ اِنَّ الْمَوْئِزَ اِسْتَهْرَأَ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّيْبِزَاءِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهِ مَا اخْرَأَتْ رَكْعَةً وَاجِدَةً قَطُّ۔ وَلَا تَهْ لَوْ جَازَ الْاِنْقِطَاعُ بِرَكْعَةٍ فِي سُنَّةِ بْنِ التَّمِيمِ لَدَخَلَ فِي الْفَجْرِ فَضَرَّ بِسَبَبِ السُّفْرِ۔

(ترجمہ) "وتر کی تین رکعات ہیں۔ جس میں ہر سے نزدیک صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔ ہماری دلیل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ جس کو ہم قیام رسول اللہ ﷺ کی صفت میں 'پہلے' بیان کر چکے ہیں۔ (اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ۸ رکعات پڑھنے کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے وتر کا مشاہدہ کریں۔ تو انہوں نے آ کر بتایا کہ حضور ﷺ نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں 'سبح اسم ربك الاعلیٰ' پڑھی۔ دوسری رکعت میں 'قل یا اے فاجر' پڑھی۔ تیسری رکعت میں 'قل هو الله احد' پڑھی۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے 'ما تے قنوت' پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو حضور ﷺ کے منگے چچا کے بیٹے ہیں) نے ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ

ہے۔ مگر محض رسول اللہ ﷺ کے وتر کے مشاہدے کیلئے رات گزار دی.....

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا، تو یہ تر کہیں اُسم کئی نماز پڑھتے ہوئے دو گانہ پڑھو (یعنی اس ایک کے ساتھ دو اور ملاؤ۔ طرح تین رکعات پڑھو)۔ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے کہی۔ کیونکہ وتر کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے اُسم بدیدہ (اُسم کئی، فی ایک رکعت وتر) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قسم بخدا میں ایک رکعت نماز کو ہرگز کافی نہیں جانتا۔ اور اسی لئے بھی (وتر کی ایک رکعت جائز نہیں) کہ اگر ایک رکعت نماز شروع ہوتی تو فجر کی وجہ سے فجر کی نماز کو قصر کر کے ایک رکعت نماز کی اجازت ہوتی۔" وتر کی تین رکعتوں کے ثبوت میں بہت سی احادیث اور اقوال ائمہ دین علیہم الرحمۃ موجود ہیں۔ مگر ۳۰ احادیث اور ۵ اقوال کا یہ حسین و جمیل گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔

خلاصہ کلام

ان پیش کردہ احادیث اور اقوال ائمہ دین سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وتر کی تین رکعات پڑھنے پر عمل رہا۔ اور اسی پر سب مسلمان متفق رہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہوں۔ کیونکہ..... اگر وتر ایک رکعت ہوتی، تو چاہیے تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔ حالانکہ کوئی نماز ایک رکعت نہیں۔ فرض تو فرض رہے کوئی نفل اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ بھی ایک رکعت نہیں۔ فرض نماز دو رکعت ہے جیسے نماز فجر۔ یا چار رکعت ہے جیسے نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء۔ یا تین رکعت ہے جیسے

نماز مغرب۔ اسی طرح اگر ایک رکعت ممکن ہوتی تو لازمی طور پر سفر کی وجہ سے نماز فجر کی قصر ایک رکعت پڑھی جاتی۔ چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ نماز کا ایک رکعت ہونا نہ صرف اسلامی قانون کے خلاف ہے، بلکہ بعید از عقل بھی ہے۔ ایک رکعت نماز وتر نامکمل ہے۔ ناقص ہے اور..... سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور اجماع امت سب کے خلاف ہے۔

چیلنج

گہشت احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں 'سبح اسم ربک الاعلیٰ' اور دوسری رکعت میں 'قل یا ایہا الکافرون' اور تیسری رکعت میں 'قل هو اللہ احد' پڑھا کرتے تھے۔ ان تمام روایات میں مسلسل تین رکعتوں کا اور ہر رکعت میں تیسجدہ یلحد سورۃ کے پڑھے جانے کا ذکر ہے۔

غیر مقلد وہابی یہ بتائیں کہ

اگر نماز وتر ایک رکعت ہوتی۔ تو حضور اکرم ﷺ یہ سورتیں کیسے پڑھتے تھے؟

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

مسئلہ 9

”نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد، رکوع سے پہلے دعائے

قنوت ہمیشہ پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔“

مگر غیر مقلد وہابی ہمیشہ (یعنی ہر روز، تمام سال) دعائے قنوت پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ صرف ماہ رمضان کی آخری چند راتوں میں پڑھنا درست سمجھتے ہیں۔ جو کہ مراسم ناط ہے۔

دعائے قنوت نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تمام سال پڑھنے کے ثبوت میں احادیث نبوی ﷺ کا خوبصورت گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سید ابن غنمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَقُولُونَ قُنُوتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فَنُیْ الْاٰخِرَ الْوُثْرَ وَ كَانُوا یَفْعَلُونَ ذَالِکَ۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ سب حضرات فرماتے تھے۔ کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی عمل کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۶۵۳

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰؑ سے روایت کی۔

اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَشْتُلُ فِيْ آخِرِ وَثَرِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ الْيَوْمَ

ترجمہ

وَبِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّىْ وَرَّكِيْ اٰخِرِيْ رَكْعَتٍ مِّنْ اِيْذِ عَا لِقُصْمٍ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ -
آخر تک پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۷

عَنْ اِبْنِ اَبِيْن كَعْبٍ اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَضْرُأُ فِيْ الْاَوَّلَى بِسْمِجِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلَى وَفِي الْثَانِيَةِ بِقُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الْثَالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الزَّكُوْعِ

(بخاری میں لکھی جاتی ہے مطبوعہ نور محمد کارخانہ قجرات شب گراچی)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جس کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلىٰ دوسری میں قل یا ایہا الکافرین اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

نوٹ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نماز وتر کی تیسری رکعت کی قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

عَنْ اِبْنِ اَبِيْن كَعْبٍ اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَنَتْ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الزَّكُوْعِ

(سنن ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مطبوعہ بیروت دارالطبع والنشر ۱۴۰۵ھ)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الزَّكُوْعِ

(بخاری حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ نصف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰

امام محمدؒ نے آثار میں اور حافظ ابن خضر و محدث نے امام ابو حنیفہؒ سے، انہوں نے حضرت حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی۔

اِنَّ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ تَحْتَهَا فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الزَّكُوْعِ

ترجمہ

پیشک آپ ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے تمام سال دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت

۱۔ نماز وتر کی آخری (یعنی تیسری رکعت) میں،

۲۔ قرأت کے بعد،

۳۔ رکوع سے پہلے اور

۴۔ سارا سال پڑھنی چاہیے۔

دعائے قنوت نماز وتر میں رکوع سے پہلے اور سارا سال پڑھنے کے ثبوت میں

اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہ دین

قول اول

فقرأ غنم الله اني مسعود القنوت في الوتر في السنة كلها واختار القنوت قبل الركوع۔ (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تمام سال قنوت کو مشروع قرار دیتے تھے اور ان کا مسلک تھا کہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ لی جائے۔ (بحوالہ جامع ترمذی ص ۹۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

قول ثانی

عن الأسود بن یزید ان ابن عمر رضي الله عنهما قنوت في الوتر قبل الركوع۔ (ترجمہ) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ جب تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔ (بخوارہ المصنف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن ۱۳۰۶ھ)

قول ثالث

عن علقمة ابن مسعود وأصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يقننون في الوتر قبل الركوع۔ (ترجمہ) علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ (حوالہ سابقہ)

خلاصہ کلام

ان تمام احادیث اور اقوال صحابہ کرامؓ میں یہ کہ..... حضور اقدس ﷺ اور ان کے صحابہؓ نے صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور آخری نصف رمضان کے سوا باقی تمام سال دعائے قنوت نہیں پڑھی..... کہیں بھی مذکور نہیں۔ بلکہ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے صراحۃً منقول اور ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اور ان کے صحابہؓ سارا سال نماز وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

مسئلہ 10

”وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا سخت منع ہے۔“
ملک غیر مقلد و بائی (جو کہ) وتر میں تو (ماہ رمضان کی آخری پندرہ تاریخوں کے
سوا) دعائے قنوت نہیں پڑھتے۔ البتہ نماز فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے
قنوت ہمیشہ پڑھتے ہیں جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ دعائے قنوت فجر کی دوسری رکعت میں
چند روز پڑھی۔ اس کے بعد ترک فرمادی۔ اور پھر کبھی نہ پڑھی۔

چنانچہ اس باب میں نماز فجر کی دوسری رکعت میں دعائے قنوت کے منسوخ ہونے
کے بار۔ میں گلدستہ احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۱

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَمَّا قُنُوتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا أَفْهَ كَانَ يَبْعَثُ أَهْلَنَا يُعَالِ لُهُمْ
النَّسْرَاءُ سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصْبَحُوا فَقُنُوتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
الرَّكْعَةِ شَهْرًا يُدْعُو عَلَيْهِمْ (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے مترجم یہ کہ جو
قاری قرآن تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شبید کر دیے گئے۔ تو حضور
اقدس ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر بدعا فرماتے ہوئے
قنوت پڑھی۔

نوٹ: ایک ماہ کی قید سے معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فعل شریف ہمیشہ کیلئے نہ
تھا۔ بلکہ غدر کی وجہ سے صرف ایک ماہ رہا۔ اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يُدْعُو عَلَى رَعْلٍ وَذُكْوَانٍ
فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوتَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ دعائے قنوت پڑھی (اور عرب
کے بعض قبیلوں) رعل اور ذکوان (وغیرہ) پر بدعا فرمائی۔ جب حضور ﷺ غالب
آگئے تو۔ ترک القنوت۔ یعنی قنوت چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۵۲۳

ابوداؤد نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُنُوتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

ترجمہ

یقیناً حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۸۵۶

امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے حضرت ابو مالک اشجعی سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ لَابِسَ يَابِتِ أُنْكَ قَدْ ضَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَابَسَ بَخْرَ وَغَمَزَ وَغُلْمَانِ وَغُلْمَانِ شَهْرًا بِالْكَوْفَةِ نَحْنُ خَمْسَ سَنِينَ
كَانُوا يَفْتَنُونَ قَالَ يَابِسُ هَذَا مُحَدَّثٌ.

ترجمہ

حضرت ابو مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ اباجی! آپ
نے حضور اقدس ﷺ اور حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے تقریباً پانچ
سال نمازیں پڑھی ہیں۔ کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ
ہی نہیں بدعت ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ قنوت نماز فجر میں سنت کے بالکل خلاف ہے۔ اور بدعت
سنید ہے۔ (جاء الحق ج ۲ ص ۸۷)

حدیث نمبر ۱۰۵۹

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَواتِهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّمَنْ فَلَاحًا وَفَلَاحًا لَاخِيَا، مِنْ الْغَرْبِ
خَلَسَ اَنْزَالَ اَللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.

ترجمہ

حضور انورؐ اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدایا فلاں فلاں عرب
کے بعض قبیلوں پر لعنت کر۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لیس لک
مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.

نوٹ: اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

- ۱۔ دعائے قنوت فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔
- ۲۔ حدیث قرآن پاک سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ کہ اگر نماز فجر میں دعائے
قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، تو اس کا نسخ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابو محمد بخاریؒ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے انہوں نے عطیہ غنی سے
انہوں سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَمَّا يَفْعَلُ اِلَّا اَنْ يَنْعِنَ يَوْمًا يَدْعُو عَلِيَّ
عَصِيْبَةً وَذَكَوَانَ ثُمَّ لَمَّا يَفْعَلُ اِلَّا اَنْ يَنْعِنَ اَنْ يَفْعَلُ.

ترجمہ

انہوں نے حضور پاکؐ سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے چالیس دن
کے سو قنوت نہیں پڑھی۔ ان چالیس دن میں آپؐ نے (عرب کے بعض

قبیلوں) عصبہ اور ذکوان (وغیرہ) پر بدعا فرمائی تھی۔ پھر وفات تک کبھی بھی آپؐ
نے (نماز فجر میں) قنوت نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حافظ عظیم بن محمد نے اپنی مسند میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی۔

عَنِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا يَفْعَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ اَشْهَرَا وَاجْذَا لَانَّهُ حَارِبَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَقَنَّتْ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ

امام اعظمؒ نے ابن عیاش سے روایت کیا۔ وہ ابراہیمؒ سے۔ اور ابراہیم
ؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
ؓ نے کہا کہ حضور اقدسؐ نے نماز فجر میں کبھی قنوت نہیں پڑھی۔ سوائے
ایک مہینہ کے۔

واقعتہ پیر معونہ

غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر کے مہینہ ۳ھ میں ابو براءؓ جو قبیلہ کلاب کا رئیس
تھا۔ مدینہ طیبہ میں سرکارِ دو عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپؐ
اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت اہل نجد کی طرف روانہ کریں جو انہیں اسلام قبول کرنے کی
دعوت دے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْشِیْ عَلَیْہِمْ اَقْلَ النَّجْدِ مجھے اندیشہ
ہے کہ اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں آپؐ کے صحابہؓ کو اپنی پناہ
دیتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں کہ انہیں کوئی نقصان پہنچائے۔ چنانچہ پیغام حق پہنچانے کیلئے
حضورؐ نے اپنے جلیل القدر صحابہؓ میں سے ستر افراد ابو براءؓ کے ساتھ کر دیے۔ یہ
اُن بہت مقدس، درویش اور قاری قرآن تھے۔ ان میں سے اکثر اصحابِ شرفؓ

میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ دن بھر کھڑے رہتے، شام کو فروخت کر کے کچھ اصحاب صفہؓ کی نذر کرتے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے مختص بندوں کا یہ گروہؓ اہل نجد کے تاریک دلوں کو نور و توحید سے منور کرنے کی نیت کر کے ابو براءؓ کی معیت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قافلہ مع ند نامی کنوئیں کے پاس جا کر اترے۔ یہ کنواں بنی عامر قبیلہ کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرہ کے درمیان واقع ہے۔ (حرہ سے مراد پتھر پلے میدان ہے کہ جہاں سیاح پتھروں کے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے ہوتے ہیں)۔ یہاں فردکش ہو کر انہوں نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو اس قبیلہ (بنی عامر) کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا تاکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا مکتوب گرامی اسے پہنچائیں۔ اس بد بخت نے آپ ﷺ کے مکتوب کو پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے چپکے سے آکر پشت کی طرف سے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھونپ دیا، جو ان کی چھاتی چمید تا ہوا یا ہر نکل آیا۔ تو حضرت حرام بن ملحانؓ کی زبان سے عیساختہ یہ جملہ نکلا۔ اللہ اکبر! فُزْتُ وَزَبْتُ الْكُفْرَ وَاللَّهِ سُبُّهُ سَبُّ رُبِّهِ۔ کعبہ کی رب کی قسم! میں نے اپنی زندگی کی بازی جیت لی۔ (سبحان اللہ کس قدر پختہ ایمان ہے)۔ یہ حضرت حرام بن ملحانؓ حضرت انسؓ کے ماموں تھے۔ آپؓ کو شہید کرنے کے بعد عامر بن طفیل نے اس پاس کے جو قبائل تھے (یعنی غصیہ، رغل اور ذکوان) سب کی طرف آدمی دوزار دے کر تیار ہو کر آجائیں۔ ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ مسلح ہو کر منہی بھر مسلمانوں پر بلہ بول دیا۔ مسلمان اطمینان سے اپنے خیموں میں محو گفتگو تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غداری کریں گے۔ چنانچہ جب ان قبائل کو لگی تلواریں لہراتے، نیزے تانے اپنی آتے ہوئے دیکھا، تو مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلے کیسے تیار ہو گئے۔ لیکن اس جنگوں حملہ آوروں نے ان مبلغینؓ میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

سب کو شہید کر دیا۔

سرکارِ دو عالم کو جب اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، تو حضور کو انتہائی دکھ ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رغل، ذکوان اور غصیہ قبائل کے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول مقبول کی نافرمانی کی، کیلئے بد دعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔ اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْاَمْرُ فَيَنْتَهِیْ۔ تو آپ ﷺ نے نمازِ فجر میں قنوت موقوف فرمادی۔

امام طحاوی کی تحقیق

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار کے صفحہ ۱۴۲ سے صفحہ ۱۴۹ تک آٹھ صفحات میں نمازِ فجر میں دعائے قنوت پر بحث کی۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کی سند کے ساتھ صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر جب لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْاَمْرُ فَيَنْتَهِیْ۔ (سورۃ آل عمران پارہ ۴) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے قنوت پڑھنی ترک فرمادی۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی (فرض) نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔

(بحوالہ امام جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ مطبعہ دار الفکر پاکستان لاہور)

خلاصہ کلام

تمام فقہاء کا..... حالت جنگ ہو یا غیر حالت جنگ، بڑوتر میں قنوت پڑھنے پر اتفاق ہے۔ جبکہ بڑوتر کے غیر میں (یعنی نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں) مختص حالت جنگ میں حضور ﷺ سے قنوت ثابت ہے۔ اور وہ بھی آیت کریمہ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْاَمْرُ فَيَنْتَهِیْ۔ نازل ہونے کے بعد ترک فرمادی۔ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی قنوت کا پڑھا جانا ثابت نہیں۔ اس طرح وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت کی نفی

ہو گئی۔ تو جب وتر کے غیر میں نئی ہو گئی، تو معلوم ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے سبب سے ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسکا اور کوئی سبب نہیں۔

البحر

ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے ساتھ مخصوص ہے۔ نماز وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں (حالت جنگ یا غیر حالت جنگ ہو) بالکل خلاف سنت ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ۛ

مسئلہ 11

”مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التحیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے، اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دھنی جانب نکال دے، اور سرین زمین پر رکھے“

مگر غیر مقلد و دہانی اس کے خلاف کرتے ہیں۔ پہلی التحیات میں مردوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جبکہ دوسری التحیات میں عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جو کہ سراسر سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ دونوں التحیات میں داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔
وَكُنْ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيُكْضِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

آپ ﷺ اپنا بائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔
قَالَ اَمَّا السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ اِنْ تَضَبَّ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَكُنِيَ الْيُسْرَى
زَادَ النَّسَائِيُّ وَاسْتَقْبَالَه بِاصْبَعِهَا الْقَبِيلَةَ.

ترجمہ

سنت یہ ہے کہ اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔ نسائی نے اس پر

زیادہ یہ کیا کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث نمبر ۷۳۴

بخاری شریف، امام مالک، ابوداؤد اور نسائی نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔

أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ يَنْزِعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ فَقُلْتُ
وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السَّنَنِ فَتَنَاهُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ
أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِيَ رِجْلَكَ الْشِّمْلَى فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ تَفْعَلُ
ذَلِكَ أَنْ رَجُلِي لَا تَخْتَلِفَانِي.

ترجمہ

جناب عبداللہؓ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز میں چار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا۔ اس وقت میں نو عمر تھا۔ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں (یعنی چار زانو بیٹھتے ہیں)۔ تو انہوں نے فرمایا (میرے چار زانو بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی محذوری ہے)۔

حدیث نمبر ۹۳۸

ترمذی شریف اور طبرانی نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔

قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَمْ أَظْهَرْ لِي صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسْتُ يَفْعَلُ لِلشَّهْدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں جب میں مدینہ آیا تو میں نے (دل ہی دل

میں اپنے آپ سے) کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔ (چنانچہ میں نے دیکھا کہ) جب آپ ﷺ نماز میں (یعنی التحیات کیلئے) بیٹھے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا بائیں پاؤں بچھا دیا۔ اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا۔ اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیا۔

حدیث نمبر ۱۰

طحاوی شریف نے حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يُفَرِّشَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد اپنا بائیں پاؤں زمین پر بچھائے اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابوداؤد نے حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى إِسْوَدَ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

ترجمہ

نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے، تو اپنا دائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم شریف کی پشت سیاہ ہوگئی۔

حدیث نمبر ۱۲

بیہقی شریف نے سیدنا ابوسعید خدریؓ سے ایک طویل حدیث نقل فرمائی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا جَلَسَ فَلْيَنْصِبْ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

ترجمہ

جب نمازی نماز میں بیٹھے، تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔

طحاوی شریف نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا خِطْلُ
صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا قَعَدَ لِلشُّهُدِ قَرَشَ
رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ سوچ کر نماز پڑھی
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کا طریقہ) یاد کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں پاؤں بچھایا اور پھر اس بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۴

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس
کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا قَعَدَ لِلشُّهُدِ أَصْبَحَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَضَبَ الْيُمْنَى عَلَى صَلَافِهَا
وَيَنْتَشِئُ.

ترجمہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بائیں پاؤں (نیچے)
بچھادیا۔ اور اپنا پاؤں اس کے سینے پر کھڑا کیا۔ (پھر) التحیات پڑھی۔

نوٹ: ان چودہ احادیث کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے نماز میں بیٹھے
کیلئے بائیں پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا ثابت ہے۔

فقہاء کرام کے نزدیک

احناف کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کی تمام صورتوں میں سنت طریقہ یہی ہے کہ بائیں

اس مزا آجائے اور بائیں پاؤں بچھالیا جائے۔ جیسا کہ اس باب کے اندر مسلم شریف کی
اس حدیث حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔

امام مالک کے نزدیک بیٹھنے کی تمام صورتوں میں تو رک (یعنی بائیں پاؤں نیچے
سے نکال کر سرین پر بیٹھنا) سنت ہے۔۔۔۔۔ امام شافعی کے نزدیک پہلے قعدہ میں تو رک
بغیر بیٹھنے اور دوسرے قعدہ میں تو رک کے ساتھ بیٹھنے۔۔۔۔۔ جبکہ امام احمد بن حنبل کے
دیکھ کر مجاہد کے بعد بیٹھنے کا طریقہ احناف کے مطابق ہے۔ (بحوالہ شرح نووی مسلم
ج ۱ ص ۱۹۵ علامہ نووی)

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

انستہ ان يجلس بين السجدة تين بغير ثياب وعوان يني رجليه اليسرى فيسبغها
ويجلس عليها وينصب رجليه اليمنى ويخرجها من تحته ويجعل يمينه اصابعها على
الارض معتمدا عليها لتكون اطراف اصبعها الى القبلة قال ابو حميد في صفة صلوٰة
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نفي رجليه اليسرى وقعد عن يمينها ثم اعتدل حتى رجع
كل عظمه في ثم هو ساجدا وفي حديث النبي صلى الله عليه وسلم رونه عائشة
وكان يفرش رجليه اليسرى وينصب اليمنى - متفق عليه - (ترجمہ) نماز میں بیٹھنے کا
مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو جہدوں کے درمیان پیر بچھا کر بیٹھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں
پاؤں موڑ کر بچھائے اور اس پر بیٹھے اور دائیں پاؤں اس طرح نیچے کھڑا کرے کہ اس کی
اٹھکیاں زمین پر قبلہ کی طرف جھکی رہیں۔ ابو حمید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان
کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پاؤں موڑ کر اور اسے (نیچے) بچھا کر اس پر بیٹھتے اور
بالکل سیدھے بیٹھتے۔ حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ پھر اس کے بعد دوبارہ جہد کرتے
تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت بیان فرمائی۔ اس
میں بھی یہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور دائیں پاؤں کھڑا کرتے۔ (یہ حدیث
بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے)

اور جہاں تک تعلق ہے تو رک (بائیں پاؤں نیچے سے نکال کر سرین پر بیٹھنا) والی

حدیث کا امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کو صحت کی تقدیر یعنی کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔

خلاصہ کلام

ان تہمہ روایات اور فقہاء کرام کی آراء سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز میں بیٹھنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں نیچے بچھا کر بیٹھا جائے۔ اور جس حدیث میں تورتک کے ساتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کو امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ تورتک کے ساتھ اس لئے بیٹھے ہیں کہ بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے تورتک (یعنی دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر سرین پر بیٹھنے) کا میری امت کیلئے جواز بن جائے۔ اس لئے یہ حدیث کبر سنی یا غدر پر محمول ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

X

مسئلہ 12

”نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے۔“

ملک غیر مقلد و ہابی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا واجب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

یعنی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ باب قرآۃ الفاتحہ علی الجنازہ میں ہے۔

وَمَنْ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَصَلَّى عَنْهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَطَائِفَةٌ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ سِيرِينَ وَسَعِيدُ بْنُ جَبْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَكَمُ بْنُ ابْنِ الْمُنْزَوْبَةِ قَالَ مُجَاهِدٌ وَحَمَادٌ وَالثَّوْرِيُّ وَفَالِ مَالِكٌ قُرْآنُ الْفَاتِحَةِ لَيْسَتْ مَعْمُولًا بِهَا فِي بَلَدٍ نَافَرُ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ

اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ ان میں حضرت عمر ابن خطاب، علی ابن طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور تابعین میں سے حضرت عطاء طاؤس، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، امام شعبی اور حکم ہیں۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول ثاوثری اور مجاہد کا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا کوئی رواج نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مَوْطَا اِمَام مَالِك میں بروایت ثابَع عَنْ ابْنِ عُمَرَ ۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ (فتح القدیر)

ترجمہ

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عَمَّنْ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ كَتَفَ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اِنَّا لَنَقْرَأُ الْحَبْرَةَ اَتَتَبِعُهَا مِنْ عِنْدِهَا فَاِذَا وَضَعْتَ كَبْرَتَ وَ حَمَدْتَ السُّنَّةَ وَصَلَّيْتَ عَلَى بَيْتِهِ كُنْ اَقُولُ اَللّٰهُمَّ غَبَدَكَ وَابْنَ غَبَدِكَ وَابْنَ اَمْتِكَ كَانَ يَشْهَدُ (فتح القدیر)

ترجمہ

روایت ہے اس سے کہ جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں، تو آپؓ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتاتا ہوں..... میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب میت رکھی جاتی ہے، تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں..... اَللّٰمِ! تیرا یہ بندہ جو تیرے فلاں بندے اور تیری فلاں بندی کا بیٹا ہے، تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

"غور کیجئے! حضرت ابو ہریرہؓ کی بتائی ہوئی اس حدیث میں نماز جنازہ کے اندر حمد، درود شریف اور دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوت قرآن پاک کا ذکر بالکل نہیں۔ معلوم ہوا..... کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہیں کرتے تھے۔"

(مورخہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

یہاں تک اس کتاب کا مسودہ منگلا کی مرکزی نجی جامع مسجد محمدیہ نورینہ منگلا کالونی میں

بیٹھ کر لکھا گیا۔ اور الحمد للہ اس مسجد میں میں نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کی ہیں۔

- ۱۔ "فضائل صلوٰۃ و سلام" صفحات ۳۲۸۔ موضوع: درود شریف کی فضیلت
- ۲۔ "فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ" صفحات ۶۰۸۔ موضوع: میلاد النبی ﷺ کی فضیلت
- ۳۔ "اربعین فی فضائل علم دین" صفحات ۱۵۰۔ موضوع: علم دین کی فضیلت
- ۴۔ "قانونیہ جلالیہ" صفحات ۳۸۸۔ موضوع: علم صرف کے ۶۱ قوانین کی شرح۔
- ۵۔ "مرآت العوائل شرح مائتہ عامل" موضوع: شرح مائتہ عامل کا اردو ترجمہ تشریح اور ایڈوٹر کیب۔

- ۶۔ "فضائل اعتکاف" صفحات ۴۸۔ موضوع: اعتکاف کے فضائل اور مسائل۔
- ۷۔ "فضیلت شب برأت" شب برأت کی فضیلت اور نوافل۔
- ۸۔ "ندائے یار رسول اللہ ﷺ" یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت۔
- ۹۔ "بیعت طریقت" بیعت کی ضرورت اور مرشد کامل کے اوصاف۔
- ۱۰۔ "سفر مین شریفین" صفحات ۴۸۔
- ۱۱۔ "تسکین القلوب" ۹۷ صفحات۔ ۲۰۰ آیات ہدایت۔ ۱۳۰۰ احادیث رسول اللہ ﷺ۔
- ۱۲۔ "مسائل فقہی پر مشتمل نماز کے فضائل اور مسائل پر شاندار اور لا جواب کتاب۔

"Rules & Benefits of Itikaf"

(an English version of "Fazail-e-Itikaf")

۱۹۶۹ء میں صوفی محمد صادق کیلانی نے حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث مرشد حقانی پیر لاٹانی حضرت جلال الدین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر منگلا کالونی میں امام خطیب کیلئے درخواست کی۔ تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے منگلا میں خدمت دین کیلئے مجھے سیدہ کارکی ڈیوٹی لگا دی۔

فالحمد للہ رب العالمین۔ کہ میں نے منگلا میں رو کر مذہبی، ملی، تصنیفی، تدریسی اور

تعمیری بہت کام کیا۔ منگلا کی خوبصورت ترین جامع مسجد (محمدیہ نوریہ) تیار ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈپٹی اسٹوری دارالعلوم (جلالیہ نقشبندیہ) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار ہو گیا۔ یوں نہ صرف مقامی طلباء و طالبات بلکہ بیرونی اقامتی طلباء و طالبات کی تعلیم، تدریس اور رہائش کا بھی بہترین انتظام اہتمام ہو گیا۔

منگلا کالونی میں 1969ء تا جنوری 2001ء ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا۔ عقیدت مند، فرمانبردار اور خدمت گزار لوگوں نے اپنی اپنی عقیدت مندی، فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا بھرپور ثبوت دیا اور جان، مالی، آلی قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی دنیاوی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے۔

اور ایسے لوگوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ کہ جن کی ہر وقت سوچ یہی رہی کہ کس طرح مسجد اور درس کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مگر الحمد للہ میں نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا اور 32 سال کا طویل عرصہ منگلا میں عزت و شان سے گزار دیا۔ اب میرے رب کو یہ منظور ہوا کہ منگلا سے ہزاروں میل دور یہاں دیا پر غیر (برطانیہ) میں دین کی خدمت کر سکوں۔ برصغیر (برطانیہ) میں میرے آنے کا ظاہری سبب جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے ناظم اعلیٰ جناب گرامی قدر حاجی محمد مالک صاحب جو منگلا میں ہماری محفل کے بہترین نعت خوان بھی ہیں کے فرزند ارجمند اور ہمارے انتہائی تابعدار، خدمت گزار شاگرد رشید حافظ غلیل احمد صاحب ہیں۔ جو کہ منگلا میں تو ہر دلعزیز تھے ہی یہاں یو کے میں بھی معروف ترین شخصیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور انکی عطا کردہ صلاحیتوں سے حافظ غلیل احمد صاحب نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ اور یہاں کے لوگوں میں ہر تعارف کرایا۔ چنانچہ Jamia Mosque Ghausia, 237, Albert Road, Aston, Birmingham, (U.K.) کی مسجد کمیٹی کے تعاون سے 25 جنوری 2001ء کو اس جامع مسجد کے امام، خطیب حیثیت

سے مجھے بلوایا گیا۔ دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامع مسجد کی کمیٹی کے پر خلوص تعاون اور شاگرد رشید حافظ غلیل احمد صاحب کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے۔ 25 جنوری 2001ء کی رات اور 26 جنوری کا دن میری برطانوی زندگی کا آغاز تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں رہ کر باقیہ زندگی میں بھی اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کا باقی حصہ اسی جامع مسجد غوثیہ میں بیٹھ کر لکھا جا رہا ہے۔ اللہ کریم اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے قبول و منظور فرمائے۔ (آمین بحرمت نبیہ انکریم علیہ التحیۃ والتعلیم)

————— (احادیث پاک کا سلسلہ جاری ہے) —————

حدیث ۴

عن جابر رضی اللہ عنہ قال ما باح لنا رسول اللہ ﷺ ولا ابونکر و عقر فی الصلوۃ علی العقیۃ بشیء۔

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی آیت کے پڑھنے کو عین نہیں فرمایا۔

(بحوالہ مصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۵

عن عمرو بن شعیب عن ابنہ عن جدہ عن ثلاثین من اصحاب رسول اللہ ﷺ انہم نم یقولوا علی شیء من امر الصلوۃ علی الجنائزۃ۔

ترجمہ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۶

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ فَكُنْتُ لِمُضَالَةِ بَنِي عَبِيدَةَ هَلْ يُعْرَفُ عَلَى النِّيَّةِ شَيْءٌ؟ قَالَ لَا.

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مقالہ بن عبیدہ سے پوچھا کہ کیا میت پر قرآن میں سے کچھ پڑھا جائیگا۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ "أَتَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ لِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لَا تَقْرَأُ."

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی بزوہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بزوہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھوں؟ فرمایا نہ پڑھو۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَاةٍ قَالَ سَأَلْتُ سَالِمًا أَفَلَا تُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ لَا تَقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ.

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۹

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَلَنَا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَوْهَتْ لِنَا فِي الصَّلَاةِ

عَلَى الْجَنَازَةِ دَعَاءٌ وَلَا قِرَاءَةٌ كَبُرَ مَا كَبُرَ الْإِمَامُ وَاخْتَرُ مِنَ الدُّعَاءِ الْحَبِيبِ وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا لَيْسَ فِيهِمَا قِرَاءَةٌ شَيْءٌ. مِنَ الْقُرْآنِ وَتَوَكَّلْ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ قَرَأَ عَلَى سَبِيلِ الْقَنَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ قِرَاءِ الْقُرْآنِ وَلَئِنْ هَذَا لَيْسَ بِصَلَاةٍ عَلَى الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ دَعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ لِلْمَيِّتِ الْآخَرِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمَا أَرْكَانُ الصَّلَاةِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالتَّحِيَّةِ لِمَا بَيْنَا فِيهَا سَبَقَ أَنَّهُ الصَّلَاةُ فِي اللَّفْظِ الدُّعَاءُ وَاسْتِثْنَاءُ الطَّهَارَةِ وَاسْتِثْنَاءُ الْقَبْلَةِ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمَا صَلَاةٌ حَقِيقَةٌ وَإِنْ فِيهَا قِرَاءَةٌ كَسَجْدَةِ التَّوَلُّدِ وَلَا تَرْفَعُ إِلَّا يَدَيِ الْإِنْسَانِ الْكَبِيرَةِ الْأُولَى إِلَّا إِمَامُ الْقَوْمِ فِيهَا سَوَاءٌ.

ترجمہ

ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں نہ تو کوئی دعا مقرر نہیں فرمائی نہ ہی قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا اختیار کرو۔ اس طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان دونوں نے فرمایا۔ لیس فیہما قرأت شئی، من القرآن نماز جنازہ میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں..... اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا نہ کہ بطور قرأت۔ نیز نماز جنازہ تو حقیقتاً نماز ہے ہی نہیں۔ یہ تو صرف میت کیلئے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نماز جنازہ کے اندر نماز کے ارکان میں سے رکوع اور سجود نہیں ہیں؟..... (اس کو نماز محض اس لئے کہتے ہیں کہ) الفت میں "صلوۃ" کا معنی ہے "دعا"۔ (جبکہ نماز جنازہ کیلئے) طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط حقیقی نماز ہونے پر دلالت ہی نہیں کرتی۔ اور بے شک اس میں قرأت سجدہ تلاوت کی مانند ہے۔ اور اسی طرح اس میں تکبیر اولی کے سوا رفع یدین بھی نہیں کیا جاتا۔ امام اور مقتدی دونوں کا ان مسائل میں ایک ہی حکم ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ تلاوت کی نیت سے نماز جنازہ میں پڑھنی منع ہے۔ البتہ دعا کیلئے جائز ہے۔ بہر حال دعا کی نیت سے بھی سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا ہی بہتر اور ضروری ہے۔ کیونکہ سننے والے کو معلوم نہیں کہ سورۃ فاتحہ تلاوت کی نیت سے پڑھی جارہی ہے یا کہ دعا کی نیت سے۔ اور پھر یہ کہ جب ان تمام روایات میں صراحۃً مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے کوئی بھی سورۃ نہ پڑھی جائے۔ تو پھر بھی پتہ نہیں کیوں؟ وہابی غیر مقلد کو سمجھ نہ آئی۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

دوسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کی فقہ کے

۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱

وہابیہ کے نزدیک پیشاب کر سنے وقت اور جماع کرنے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا بھی جائز ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔
”پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔ اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا اور پیچھے کرنا بھی جائز ہے، خواہ عمارتوں میں ہو یا میدانوں میں۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔) صفحہ ۱۲-۱۳۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔)

مسئلہ نمبر ۲

”پاک ہے جو نہ اکل درندے کا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری صفحہ ۲۳)

اس سے معلوم ہوا وہابیوں کے نزدیک خنزیر کا بھی جوٹھا پاک ہے۔

مسئلہ نمبر ۳

”چنوار لگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سکتے اور خنزیر کا چنوار بھی لگنے سے

پاک ہو جاتا ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۴

”نئی ہر چند پاک است۔“ یعنی منی ہر لحاظ سے پاک ہے

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

امام مالک اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ٹاپاک ہے۔ مگر وہابیہ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر یہ غسل بھی نہیں کرتے ہوں گے اور کپڑے پر لگی رہتی ہوگی۔ اور یہ ہر نماز پڑھتے ہوں گے۔ تو پھر ان کی نماز کیسی ہوگی....؟ پھر جو لوگ بڑے فخر سے ان کے پیچھے جا کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا....؟

اور مزید دیکھئے

مسئلہ نمبر ۵

”زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ سکتے اور خنزیر کے علاوہ باقی تمام جانوروں کی منی

پاک ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۶

”اگر قتل اور ذبح کے سوا کسی جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ صفحہ ۶۱ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۷

”اور اس طرح نہیں ٹوٹتا وضو تکبیر پھونکنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۸

”اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سگی لگوانے سے“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

معلوم ہوا کہ نماز کے اندر وہابیوں کے وضو کا کوئی اعتبار نہیں.... تو جب وضو نہیں تو

نماز کیسی؟

مسئلہ نمبر ۹

وہابیہ کے نزدیک: کتا، خنزیر، شراب، پہنے والا خون، یہاں تک کہ مردار بھی اسب

پاک ہیں۔

”پس دعوے نجس عین بودن شگ و خنزیر و پلید بودن خردوم مسفوح و عیون مردار

نا تمام است“ یعنی کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب، پہنے والے خون اور عین مردار کا

پلید ہونا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عرف الجاوی۔ صفحہ ۱۰)

مسئلہ نمبر ۱۰

وہابیہ کے نزدیک جو کھانا جائز ہے۔

جو صید است یعنی جو شکار ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۳۵)

مسئلہ نمبر ۱۱

وہابیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے جب تک اس کا

ناب، ہوا و مرزبانہ بدلے۔

”سوال: چہ فرمایا تک علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر گد در چاہ افتد چہ حکم است

ہذا۔ الجواب: حکم چاہ مذکور است کہ اگر آپ آں چاہ از اقدان گد متغیر نہ شدہ است بلکہ

بہر حال خود است آں چاہ پاک است۔“

سوال: یعنی کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر

جائے تو اس کے پاک کرنے کے بارے کیا حکم بیان کریں۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر کتے کے گرنے سے پانی کنویں کا متغیر نہیں

ہوتا بلکہ اپنی حالت پر ہے تو کنواں پاک ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۳۰/۱ مولوی نذیر الحق)

مسئلہ نمبر ۱۲

وہابیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

”سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است“

یعنی سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے۔

یہ ان سرچھروں کی فقہ کا حال ہے۔ کہ حلال و حرام کی تمیز ہی قسم ہے۔ عجیب عجیب

سے مسائل گھڑنا ان کی عادت ہے۔

لے چلو مدینے کو چارہ گرو
 مجھ کو طیبہ کی ہوا چاہیے
 نعمتیں دونوں عالم کی دیکر مجھے
 پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے
 عرض ہے میرے آقا! تقیہ
 آپ ملے دو عالم کی دولت ملی
 اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے
 ہاتھ میں دامن مصطفیٰ ﷺ آگیا
 اس گنہگار کو اور کیا چاہیے

تیسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کے

۱۲ عقائدِ باطلہ

اور

اہل سنت والجماعت کے

۱۲ عقائدِ صحیحہ

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱

دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

”کذب (جھوٹ) داخل تحت باری تعالیٰ ہے..... اگر حق تعالیٰ شانہ کا کاذب پر قادر نہ ہوگا، تو قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی سے زائد ہو جائے گی۔“ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰) ”فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَدْعُونَ مَا لَيْسَ بِهِمُ الْقُوَّةُ“

صحیح اسلامی عقیدہ

”اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد فرمائی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ کبھی

فلاح نہیں پائیں گے۔ اس دنیاوی زندگی کام برتنا تھوڑا ہے (بالآخر) ان

کیلئے دردناک عذاب ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگانے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

بلکہ وہ تو جنت کی ہوا بھی نہیں پائیں گے..... ”ہم روتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر افسوس! کہ اشاعتِ التوحید کے یہ خود ساختہ ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ صافات آیت نمبر ۷ میں ارشادِ رب العالمین ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ عَلَىٰ

الاسلام

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے

حالانکہ وہ اسلام کا دعویٰ کر رہے۔

دیوبندیوں، وہابیوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اپنے آپ کو عالم، فاضل، حافظ، قاری، مفتی، شیخ القرآن، پروفیسر اور ڈاکٹر کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں..... تو حید تو حید کی رٹ لگانے والے کہہ گئے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّخَذَ ظَنًّا

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد فرمائی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّخَذَ ظَنًّا

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی معلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ ممکن بالذات ہے جبکہ پیغمبر کا جھوٹ ممنوع بالخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام باتوں سے زیادہ سچا ہے۔ تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا۔

جھوٹ بولنے کی تین وجوہات

جھوٹ بولنے کی صرف تین وجوہات ہو سکتی ہیں

۱۔ بے نیکی

۲۔ عاجزی اور

۳۔ خباثتِ نفس..... چنانچہ

(۱) جھوٹ بولنے کی پہلی وجہ لاعلمی ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

ذات تو وہ ہے کہ جس کا علم اتنا وسیع اور محیط ہے کہ کوئی چیز کسی وقت بھی اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ ۚ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ.

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس سے پوشیدہ نہیں۔

معلوم ہوا کہ وہ اعلیٰ سے پاک ہے۔ اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ، ہر پر غصہ اس کے علم میں ہے۔

(۲) وہ جزئی سے بھی پاک ہے کہ تمام قوتوں طاقتوں کا سرچشمہ ہے قادر

مطلق ہے۔

(۳) جموت ہوا چاتا ہے خباثت نفس کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس غیب سے بھی

پاک ہے۔ جموت تمام بیویوں سے بدتر غیب ہے۔ ہر غیب رب تعالیٰ پر محال ہے۔ وہ جملہ

بیویوں سے پاک ذات ہے۔ لہذا جموت سے بھی پاک ہے۔

جس طرح دوسرے غیب اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن نہیں ہر قسم کے تمام غیب جیسے چوری، زنا

وغیرہ اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہیں اسی طرح جموت بھی اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲

”انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے کوئی علم

نہیں ہوتا کہ کیا کرے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔“

(بحوالہ ہفتہ الخیر ان مصنفہ حسین عینی صاحب دہاں بکراں صفحہ ۱۵۷)

صحیح اسلامی عقیدہ ۲

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا علم ہے اس سے کچھ مخفی / پوشیدہ نہیں

ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلَّهِ الْغَيْبُ الْمُنْفُوتِ ۖ وَالْأَرْضُ. (سورۃ نود آیت نمبر ۱۲۴)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام غیب، چھپی ہوئی چیزوں کو

جانتا ہے۔

پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد گرامی ہے۔

وَبِنَا إِنَّكَ فَتَعْلَمُ مَا نَخْفِي وَمَا نَعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ.

(ترجمہ) اے ہمارے رب بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سے

چھپا نہیں۔

یہ کس کا عقیدہ ہے؟ حدیث انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ آسمان و زمین میں

اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک انسان کوئی کام نہیں

لیتا۔ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا۔ نَفُوذُ اللَّهِ مِنْ ذَاتِهِ۔

وَابْنُ تَجَهُّزٍ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور اگر تو بات پکار کر کہے، تو بیشک وہ جانتا ہے چھپا ہوا اسے بھی جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

سر اور اٹھنی میں فرق

”سر“ یعنی ”بھید راز“ سے مراد ایسی بات ہے، جو ایک انسان دوسرے انسان سے چھپاتا ہے۔ اور ”اٹھنی“ یعنی ”اس سے زیادہ پوشیدہ“ سے مراد وہ خاص بات ہے، جس کو انسان کرنے والا تو ہے مگر ابھی خود بھی نہیں جانتا کہ میں فلاں کام، فلاں وقت میں کرنے والا ہوں یا کہ نہیں۔ مطلب یہ کہ نہ وہ کام ابھی اس کی نیت، ارادہ سے متعلق ہوا اور نہ ہی ابھی اس تک اس کا خیال پہنچا۔

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا ہے کہ انسان نے کسی وقت میں جا کر جو عمل کرنا ہے، کوئی نیکی کرنی ہے، یا بدی... ابھی وہ بات جو اس کے تصور میں بھی بات نہیں آئی کہ آج سے اتنے عرصہ بعد اس سے کوئی کام ہونے والا ہے... اللہ تعالیٰ کی ذات سے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ المختصر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کچھ بھی اس سے چھپا ہوا، اور مخفی نہیں۔

مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیتا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آتا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے بھی منکر نکلتے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳

دیوبندیوں کے نزدیک کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک سرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ اٹنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ کلمہ شریف پڑھنے میں تجھ سے غلطی ہوئی۔ میں اس خیال سے کلمہ شریف دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ کے اشرف علی لکھتا ہے۔ یہ سن کر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں، جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی اشرف علی وہ بعونہ تعالیٰ منجی سنت ہے۔ (رسالہ الامراء صفر ۱۳۲۶ھ منقولہ از سیف علی ۳۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

کلمہ شریف کے دو جز ہیں۔ توحید کیلئے لا الہ الا اللہ۔ اور رسالت کیلئے محمد رسول اللہ۔ پہلی جز میں اسم ذات باری تعالیٰ ”اللہ“ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے شرک فی التوحید ہوگا۔ اور نام بدلنے والا دارۃ الاسلام سے خارج ہوگا۔ دوسری جز میں اسمِ رami ”محمد ﷺ“ کی جگہ کسی بیہ فقیہ، مولوی، فقہیہ، تفسی کا نام لینے سے شرک فی الرسالت ہوگا۔ اور اس طرح کہنے والا بھی کسی طرح مسلمان نہیں رہ سکتا۔

بجائے اس کے کہ اس بد بخت پر کفر و شک کا فتویٰ لگتا، گھر... چوکتا۔ وہ حضورِ اقدس ﷺ کے ہم شریف کی جگہ مولوی اشرف علی کا نام لے رہا تھا، اس کے مستند مال منول کرو یا۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴

دیوبندیوں نے چھوٹی نبوت کا فتنہ بویا۔

”اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا۔“ (بحوالہ تحریک الناس)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ . (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور نبوت کے خاتم ہیں۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا . (سورۃ صہ آیت نمبر ۲۸)

اور نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے کافی خوشخبری دینا اور ڈرنا تانا۔

مگر کہ دعوہ لم یرسل ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي . (بحوالہ ابن ماجہ صفحہ ۳۰)

(ترجمہ) میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس ٹھل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت سی آجی کی گئی۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ دیکھنے والے اس کے گرد چہر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے۔ سو اے اس اینٹ کے (جو ابھی نہیں لگی تھی)۔ فَكُنْتُ أَنَا سِدْرُكَ مَوْضِعَ الْاِئْتَةِ وَلَعَنَ بِي الْبَنِيَانُ وَلَعَنَ بِي الرَّسُولُ . تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے اور مجھ پر رسول بھی ختم کر دیئے گئے۔ لَعَنَّا الْاِئْتَةَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ . تو وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور آخری نبی بھی میں ہی ہوں۔

سبحان اللہ! ایسی پیاری مثال دی ہے۔ نبوت گویا نورانی محسوس ہے، اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس کی نورانی روشنیوں، جبکہ حضور اقدس ﷺ اس ٹھل کی آخری اینٹ ہیں کہ جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور آرام ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی نبی کا کوئی گنجائش نہیں۔ تعجب ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی پر ان کے جنہوں نے یہ لکھ دیا ”آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا“، بہت ہوا کہ وہابی، دیوبندی یا باقی مہر زائیت ہیں۔ انہوں نے گنجائش پیدا کی تو مہر زائیت ہی دینی نے دعویٰ نبوت کیا۔

بفطرتی لی اہلسنت وجماعت کہ مسلک ﷺ ہے کہ حضور انور ﷺ آخری نبی ہیں۔

آپ ﷺ کی تمام انبیئین ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) حوالہ پیش خدمت ہے۔
استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ہے یا کہ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

الجواب: لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علما برہانین بھی موجب رحمت عالم ہیں۔

صحیح اسلامی عقیدہ

جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعف رحمت ہیں۔ اس نے اپنے متعلق فرمایا۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (سورۃ النحۃ آیت نمبر ۱)
(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔
تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کیلئے بھی ارشاد فرمایا۔
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰)
(ترجمہ) ہم نے آپ کو نہ بھیجا کہ رحمت سارے جہان والوں کیلئے۔

جیسے اللہ کے سوا کسی اور کو رب العالمین کہنا یا ماننا شرک فی التوحید ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی التوحید ہوگا۔ ایسے ہی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بجائے کسی اور کو رحمت للعالمین ماننا یا کہن شرک فی الرسالت ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی الرسالت ہوگا۔ کیونکہ عالمین کیلئے رحمت ہونا یہ خصوصیت اور صفت صرف اور صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہی ہے۔ اس میں کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۶

وہابیوں، دیوبندیوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ اخوت جوڑا۔ خود چھوٹے بھائی بن بیٹھے، اور حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کہا۔
(ذاتِ دی کوڑ کر لی تھتیراں نوں چھے)
حوالہ پیش خدمت ہے۔

''اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید جنے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں، اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم چھوٹے بھائی۔
(بحوالہ تقویۃ الایمان)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں۔
قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔
وَأَزْوَاجِهِم مِّنْهُنَّ. (سورۃ الاحزاب)
(ترجمہ) اور نبی کی بیٹیاں ان کی مائیں ہیں (بہنیں نہیں)۔

دنیا کا اصول ہے کہ ماں کا شوہر باپ ہوتا ہے، بھائی نہیں ہوتا۔ باقانون نہیں، بارشادِ قرآنی جب حضور انور ﷺ کی بیویاں ہماری مائیں ہیں، تو آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ تو پھر جو آپ ﷺ کو بھائی کہے، وہ پلے در پلے کا بیوقوف اور احمق ہے۔ ایسا نہ پھر اپنی ماں کو کہیں ہے، اور اپنے باپ کو بھائی کہے۔... تو پھر، کیونکہ، حاشا وہ کیا حال کرتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انما انا لکم
بمنزلۃ الوالد اعلمکم

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ کا ارشاد وراثی ہے۔ میں تمہارا بپا ہے کہ تم مقام
ہوں۔ (کیونکہ) میں تمہیں سکھاتا ہوں۔

(بحوالہ ابوداؤد جدید اول صفحہ ۳)

حضور اقدس ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میں تمہارا روحانی باپ ہوں۔ نجدی کہتا
ہے، بھائی ہیں..... تو کیوں نہ ہم نجدی کا کہنا مستہ و کریں اور حضور اقدس ﷺ کا
فرمان کا نشان سر آنکھوں پر رکھیں۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۷

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں۔
حوالہ پیش خدمت ہے۔

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا عقار نہیں" (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۷۷)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان..... بے اختیار نبی
ہیں، باجمال نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَوَجَدَكَ غَائِلًا قَاعًا غٰیِلًا (پارہ ۳۰ سورۃ النحل)

(ترجمہ) اور اے نبی! آپ کو نادار پایا، پھر آپ کو غنی کر دیا۔

دوسرا ارشاد

وَمَا نَقْمُوا إِلَّآ أَنْ أَغْنَيْتَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. (سورۃ توہ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور ہمیں بدلہ لیا تمہوں نے، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول

ﷺ نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر احادیث

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَوَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدَيْ. (بخاری مسلم شریف)

(ترجمہ) میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیوں لگی گئیں، تو وہ میرے

ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

یعنی آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا گیا اور مالک بھی ایسا کہ اختیار والا کہ اپنے اختیار سے جس قدر چاہیں تقسیم فرمادیں اور ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَآنَا قَانِسِمٌ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

کئی اپنے خزانوں کی تمہیں دی خدا نے، ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یار و مددگار کہ جسے کوئی نہ پوچھے، ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے اپنے حبیب ﷺ کو مٹی بنادیا..... مٹی کون ہوتا ہے؟
وہ کہ جس کے پاس خزانے ہوں اور تقسیم بھی کرے اور حضور مختار کل ﷺ بھی فرما رہے ہیں
کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دیدی گئیں، اور میں تقسیم کرنے والا بھی ہوں۔

ملکہ وہابی، نجدی یہ کہتا ہے آپ ﷺ تو بے اختیار نبی ہیں ان کے پاس تو کچھ بھی
نہیں۔ نہ صرف قرآن پاک کی آیات حیات کا بلکہ احادیث پاک کا بھی انکار کر کے ایک
نیا عقیدہ گھڑ لیا۔

ارے! آپ سرکار ﷺ کی حکومت و سلطنت کا جھنڈا تو زمین و آسمان پر لہرا رہا
ہے.... وہابی کو چھ نظر آئے تو سمجھے۔

اللہ اللہ شاہ کو نہیں جلال تیری

فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۸

وہابیوں اور یوہندیوں کے نزدیک کسی ولی اور نبی کی کوئی توقیر نہیں۔
”اور دھینا یہ جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے
پہچار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“ (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان عزت دار ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ
(پارہ ۲۸ سورۃ منافقون آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کیلئے ہے، مگر منافق
لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نبی، ولی، رسول یہاں تک کہ سب مؤمنین عزت والے
ہیں، لیکن یہ بد بخت دیوبندی اور وہابی باقانون مذکورہ کہ ”ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا.....“، اولیاء
اور انبیاء کو ہمارے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر رسولوں، نبیوں، ولیوں کی عزت و شان کے منکر
ہو کر منافقین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ منافقین ہی ایسے بد بخت
ہیں جو نبیوں، رسولوں، ولیوں کی عزت کو نہیں جانتے۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۹

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک، مٹی بن گیا ہے، اور حضور اقدس ﷺ کی ذات مطہرہ پر بہتان لگایا گیا اور یہ لکھا گیا۔
 ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“ بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۹

صحیح اسلامی عقیدہ

”نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی“

شہید کی حیات جاودانی کے متعلق قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (پارہ ۲ رکوع ۳ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴)
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں، ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق بھی پاتے ہیں

اس آیت میں شہید کی زندگی کے متعلق کسی زمانہ یا کسی جگہ کی اور شہید کے اعمال صالحہ، تقویٰ و پرہیزگاری کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ کسی زمانہ میں کسی بھی محاذ پر کسی بھی مقام پر جو کوئی بھی محض اسلام کی سر بلندی اور عظمت ﷺ کے تحفظ کیلئے اپنی جان کا نذرانہ دیدے۔ اس نے بظاہر اعمال صالحہ نہ بھی بجالائے ہوں..... اللہ تعالیٰ اس کو حیات

جاودانی عطا فرماتا ہے۔

تو نبیؐ کہ جن کے صدقہ سے شہید کو یہ رتہ ملا وہ اس شہید سے بدرجہ اعلیٰ حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ یقیناً بالیقین! نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی حدیث میں ارشاد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ اجْتِسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
 فَلَيْسَ اللَّهُ حَتَّى يُرْزَقَ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

(ترجمہ) فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ جس اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق بھی دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف جس کو تعلق شریف نے روایت کیا ہے۔
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فَبِئْسَ قَبُورُهُمْ يُصَلُّونَ۔ (رواہ البیہقی)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان تو یہ ہو کہ نبی زندہ ہیں اور ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس کے باوجود وہابی مذہب کی صاحب کا عقیدہ یہ ہو کہ ”نبی مر کر مٹی میں ملنے والا ہے“ تو یہ قرآن و حدیث کا انکار اور نبی کی صلی الاعلان ستاخی اور توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر یہ کہ نقلہ آتی ہے
 پھر اس موت کے بعد وہی حیات جاودانی ہے

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰

روحانی ماں کو بیوی خیال کرنا وہابی کے نصیب میں۔

”آپ ذاکر صاحب کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا یعنی مولیٰ اشرف علی تھانوی کا ذہن مع اس طرف منتقل ہوا کہ تم من عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامراء ۱۳۱۵ھ سیف علی صفحہ ۳۵) لغو ذالک من ذالک۔

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔
ارشاد رب العالمین ہے۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ یعنی نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جواپی ماں کو بلکہ اپنی اس روحانی ماں کو کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اپنی بیوی خیال کرنے اس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ سوچو ان لوگوں کے خیالات کتنے گندے ہیں کہ ایک شخص خواب میں اللہ اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور پریشان ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے خواب بیان کرتا ہے تو مولوی اشرف علی صاحب بجائے اس کے کہ اس سے توبہ کہتے کہتے... اس کو کہتے ہیں کہ ”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس سے تمہاری نسبت ہے وہ منفع نسبت ہے“ اور دوسرا شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے گھر جا رہی ہیں تو مولوی اشرف صاحب جی ہی جی میں خوش ہو کر کہتے ہیں ”تم من عورت ہاتھ آئے گی“ (لغو ذالک من ذالک)

مسلمانوں غور کا مقام ہے۔ جس مذہب کے مقتدایان کے ایسے خیالات باطلہ، فاسدہ ہوں کہ ماں کو بیوی سمجھنے لگیں اور باپ کو بھائی کہیں، ان کے تعین کے کیا حال ہوگا؟

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱

وہابیہ کے نزدیک اتنی بسا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ عبارت پیش خدمت ہے۔

”امیہا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات الظاہ اتنی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تحدیر الیاس مولوی محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کل جہاں کی عبادت ایک طرف نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔
ارشاد رب العالمین ہے۔

بَنِيهَا الْمُزَّمِّلُ ثُمَّ الْقَلِيلُ إِلَّا قَلِيلًا تَضَفُّهُ أَوْ انْقُصَ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ

ذَذَّ عَلَيْهِ وَرَنُ الْقُرْآنِ تَرْبِيلًا (سورۃ المزمل آیت نمبر ۴۴)

(ترجمہ) اے چادر اوڑھنے والے محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کیجئے۔

آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ اور قرآن پاک خوب

ترتیل سے پڑھئے۔

سید عالم، فخر بنی آدم ﷺ چادر شریف میں لپیٹے ہوئے آرام فرما تھے۔ کہ اس حالت میں آپ ﷺ کو ندا کی گئی ”يَا أَيُّهَا الْقُرْآنُ تَرَبَّلْ“ یہ ندا بتلاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔ جس حالت میں تشریف فرما ہوں اس حالت کا پورا نقش کھینچ کر بنا دیا جاتا ہے۔ اور محبوب کی ادا کو قرآن کریم کی آیت بنا دیا جاتا ہے (سبحان اللہ!)۔ اور پھر نبی پاب ﷺ کو عبادت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کرو نصف رات

یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔

اب کون ہے؟ کہ جس کو عبادت میں اختیار دیا جائے۔ اب ایک رات تو کیا، کوئی ساری زندگی بھی عبادت میں کھڑا رہے، تو یہ فرمان نازل نہیں ہوگا کہ ٹو آدھی رات کھڑا ہو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کی چند لمحوں کی عبادت ایک طرف اور دنیا بھر کے عبادت گزاروں، سجدہ گزاروں کی عبادت و ریاضت ایک طرف۔ سارے جہاں کے عابدین، ساجدین کی تمام نمازیں مل کر بھی میرے نبی ﷺ کے ایک سجدے کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کی نمازوں کی مقبولیت یقینی ہے۔ جبکہ ہماری نمازوں کی مقبولیت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲

دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا ہم تو معاذ اللہ کہتے، اپنے، خذیر کو بھی حاصل ہے۔ لغو ذہانت من ذالک۔ حفظ الایمان کی عبارت پیش خدمت ہے۔
 ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم لگایا جائے، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، صبی، یحییٰ، بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔ (بحوالہ حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۷)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کو جن لیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ. (پارہ ۵ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے، لیکن

اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے۔

”اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے“ آیت کے اس حصے میں زید، عمرو، صبی، یحییٰ، بلکہ جمع حیوانات و بہائم وغیرہ کی نفی آگئی اور ”لیکن اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے، علم غیب کیلئے چن لیتا ہے“ اس فرمان عايشان میں حضور اقدس ﷺ علم غیب کیلئے اللہ تعالیٰ کے چناؤ میں آ گئے۔ اس لئے سرکارِ دہ عالم ﷺ کا

صفاتی نام شریف ہوا "اصحبتی" لفظ "بجبتی" جو کہ آیت مذکورہ میں ہے، مضارع کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیتا ہے" اور اسی سے اسم مفعول کا صیغہ "بجبتی" ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیا گیا".....، یہ علم غیب کیلئے حضور ﷺ کی تخصیص نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ارشاد ہوا۔

فَلَمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ. (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت نمبر ۴۹)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی! یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، یہی خبریں ہیں۔ جبکہ مصنف حفظ الایمان نے لکھتا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو وحی و مجنون اور کتے، بے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نَحْنُ ذَالِكُمْ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور وحشی و مجنون پر بھی نازل ہیں، تو ہمارے خیال میں مصنف مذکور کیلئے جو قرآن شریف نبی کریم ﷺ پر اترا ہے کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ کسی لڑکے یا مجنون یا حیوان کتے بے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آتے۔ اور آؤ آؤ کرتے پھرتے۔ ہائے انوس! اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ پر یہ بھی وقت آتا تھا۔ کہ فی زمانہ کسی رئیس، کسی امیر، کسی چوہدری، کسی راجہ، کسی ملک، کسی وزیر بلکہ پولیس کے کسی معمولی سپاہی کی توہین اتنی آسان نہیں جتنی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی۔ بس جس کا دل چاہتا ہے اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کو افتراق و انتشار میں ڈالنے کیلئے، حضور اقدس ﷺ کی تحریری، تقریری توہین کر لے۔ کوئی پوچھنے والا ہے ہی نہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے، خصوصاً آجکل بد عقیدہ علماء سے.....

الحمد لله رب العالمین! کتاب کا یہ حصہ (جس میں وہابیہ کے عقائد باطلہ اور

پھر اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ مختصر ترین دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے) بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں نے پوری کوشش کی کہ انتہائی اختصار کے ساتھ ان اہم ترین "۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد" کو ضبط تحریر میں لاسکوں۔ یہ محض اہل سنت والجماعت کو ان بے دینوں کے دام قریب سے بچانے کی خلاصہ کاوش تھی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی صاحب تحریر میں کوئی سقم، کوئی کمی و بیشی محسوس کریں تو ازراہ عنایت مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درنگی کی جاسکے۔

اختتامی دعا

اے میرے پیارے مولا! صدقہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا اس تحریر کو قبول و منظور فرما اور اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کی عقائدِ صحیحہ اپنانے کی اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرما۔

یہ تحریر مرکزی جامع مسجد محمدیہ فورہ، جلا کالونی ضلع جہلم پاکستان میں شروع کی گئی تھی اور آج جامع مسجد غوثیہ آسٹن، برطانیہ میں 23 مئی 2001ء بوقت صبح ساڑھے دس بجے ختم ہوئی۔

الراجی الی رحمت رب العنان

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ '۲۳۷' ابرٹ روڈ

آسٹن، برطانیہ

دیجے گھرانے کے چشم و چراغ اور درویشی سے صفت انسانہ اول
• فضائل میلاد مصطفیٰ • فضائل علم دین سے • قانونی جلالیہ • فضائل جنت و جہنم
مرآت العوالم کے مصنف دارالعلوم جلالیہ نقشبندی کے مہتمم اور
متنازع عالم دین ہے

حضرت علامہ حافظ محمد زمان نقشبند کا تعارف

پیدائش: بہ چوہدری ولد محمد شیراز گورالہ نمائندہ نوائے وقت - جنگ منگلا ڈیم -
متنازع عالم دین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی منڈی بہاؤ الدین کے
رہنے والے ہیں۔ تحصیل پھالیہ کے قریب ایک قصہ "پھرے" ۱۹۴۷ء میں
پیدائش ہوئی۔ قبلہ موصوف حافظ صاحب کے والد محترم حضرت میاں محمد عظیم صاحب
(مرحوم) نہایت ہی فہم اور اپنے کردار کی وجہ سے اپنی برادری اور عوام میں
مقبول تھے (قبلہ حافظ صاحب) دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھکھی شریف سے فارغ
التحصیل ہیں۔ اور شیخ القرآن والحديث حضرت سید محمد جلال الدین شاہ
نور اللہ مرقدہ آستانہ عالیہ بھکھی شریف کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔
شیخ الحدیث حافظ صاحب موصوف پر خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب قبلہ
حافظ صاحب گوجرانوالہ اور لاہور میں امامت، خطابت، درس و تدریس کے فرائض
مراعات دے چکے ہیں۔ اور اب عرصہ ۲۰۲۱ء سے منگلا کالونی کی جامع مسجد محمدیہ نوریہ
(جو کہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے) جس میں خطابت امامت کے فرائض بخوبی مراعات

دے رہے۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب منگلا کی منگلا میں تشریف آوری سے قبل منگلا
مدرسہ و تدریس سے محروم تھا۔

قبلہ حافظ صاحب ۱۹۶۵ء میں حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ
صاحب بھکھی شریف کے فرمان عالی شان پر منگلا تشریف لائے اور عرصہ تین سال بعد
۱۹۶۷ء میں جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے نام سے ایک خوبصورت مسجد کی بنیاد رکھی۔
اور دوست احباب کے تعاون سے اس کو تعمیر کیا۔ اس مسجد کی زیارت کرنے سے
دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

قبلہ حافظ صاحب نے جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے متصل دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ
کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں کافی تعداد میں طلباء، طالبات، نازق قرآن
پاک، حفظ القرآن، تفسیر القرآن کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نے
چند سالوں سے درس نظامی کی کلاسیں شروع کی ہوئی ہیں۔ جن میں ہر ہفتہ طلباء
وطالبات نمایاں پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی نے مرکزی انجمن مجاہدین مصطفیٰ کی بنیاد رکھی جس
کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو منگلا کالونی میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے
اور انجمن کے تحت جشن عید میلاد النبی کے موقع پر ہفت روزہ سجادت کرنے والوں
کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اور انجمن کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول بعد از نماز
عشاء دستار فضیلت بسلسلہ میلاد پاک عظیم الشان جلسہ ہوتا ہے۔

دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ میں مقامی طلباء و طالبات کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے
ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بیرونی طلباء بھی دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔ جن کے اشراجات قبلہ حافظ صاحب اور معاونین حضرات برداشت کرتے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نہایت ہی مہنسا انسان ہیں۔ اور ان کی میٹھی گفتگو کی وجہ سے جی چاہتا ہے۔ کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے ہی رہیں۔

قبلہ حافظ صاحب اپنے بہترین اخلاق اور مہنسا رویہ کے تحت یہاں کے عوام و خواص میں خاصے مقبول ہیں۔ شب و روز دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ جو ہمیں گفتگو میں دو تہائی سے زائد وقت صبح میں گزارتے ہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے۔ کہ ہم جس وقت گئے دن رات صبح و شام سویرا اندھیرے حافظ صاحب کو مسجد ہی میں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق رسول کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ بڑے مہمان نواز اور غریب پرور انسان ہیں۔ تعلیمات قرآنیہ و عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان صحابہ کے پرچار ہیں۔

ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک سلیحے ہوئے مصنف بھی ہیں۔ حافظ صاحب موصوف بفضیلہ تعالیٰ سات کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ فضائل صلوٰۃ و سلام

جو عصر حاضر میں درود شریف کے مقدس موضوع پر نہایت محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر جملہ دلنشین اور ہر سطر دلگذا ہے۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہے۔ فضیلت درود شریف اور لطافت نبی کریم ﷺ کے ذکر جمیل سے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ وابہانہ محبت

اور ان کے سیچنے میں دین کی تڑپ کا واضح ثبوت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس کتاب (فضائل صلوٰۃ و سلام) کے تقریباً ۲۰ نسخے مشائخ عظام، علمائے کرام، طلباء اور عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دیے۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

۲۔ فضائل علم دین

اس کتاب میں چالیس ان احادیث کی شاندار تشریح کی گئی ہے۔ کہ جن میں فضیلت علم دین، فضیلت طالب علم اور فضیلت عالم دین بیان کی گئی ہے۔ یہ سلیس اردو زبان میں ہے۔ عام فہم کتاب ہے۔ ایک ایک جملہ دل میں اتر جانے والا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ کہ حافظ صاحب کو دین سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور دین کی ترقی کا کتنا احساس ہے۔ اس کتاب کا پورا نام آربعین فی فضائل علم دین ہے۔ اور اس کتاب کو علمی حلقوں میں خاص مقبولیت حاصل ہے۔

فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء

حافظ صاحب قبلہ نے ۱۹۹۰ھ ۱۴۱۱ھ ربیع الاول شریف میں میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم کی فصل فی بیان وصل مولد انبی سے چودہ احوال صحابہ و بزرگان دین کا ترجمہ مع عربی بعنوان فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ و سلم میں ندرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے ... اکی ہزار کی تعداد میں عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دی۔

بخصوص اقدس شیخ القرآن حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی
اذیہ قاضی محمد اکبر منگلا سہلٹ

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

میں تان میں سب کچھ دارویاں تھیں جت گئے میں ہار گیاں
سب سنگ سنگ ہار گیاں لنگ پار گیاں میرا توں میں ان تران جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

پیراں مبارک کالا رکھ کر کے نقل سولی بچو بچو سرے سے سوبے جیو کرگی کاڈل
جنہاں سبق عشق دا پڑھیا نہیں درد فانی یاد کیا اے سب کچھ لیتا اللہ دافران جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

مہر دم سجد اندر رہنا کرنا ذکر ربانی عاشق مدنی ماہی د امرشد داد لہجانی
قول اپنے دام حکم یارو ہے کوئی مرد بچانی علم اہودی دوست یو جیوں عرقا د امید جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

شام سویرے سجد اندر رہنا گل بیل لاؤندا نفی اثبات لہجانی دیکھ لیا خوب سجاؤندا
دنگ برنگے بوٹے لاکے من اپنا پرچاؤندا اک عالم سے اک حافظ بنیا کیسے کیت حفظ قرآن جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

منزلت چڑھ کر نہ سکاؤ اڈی چھ شری ہر پاسے خوش بوئی ہے جیو نکر عطر چنبیلی
میں ان سے کوہیا باروہ کوئی سنگی مٹی بارو کا نگ پڑھی ہر بارو کوئی جا بچا جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

دولہ بہشت نگر دامیندہا مرشد چند بڑا پیر حلال الدین سوہنا جانے ہمیت اندر
اللہ دی ہیں بیکے مارے ہاگ کھڑا لا الہ دی پھر بھاری آیا لا اللہ تہ جانی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

حافظ صاحب بخش بے ادبی اکبر کلا حویلا کی جاناں کی مویا میں تھیں ایسا کم اول
جدھر جاواں دھکے کھاواں تو رہا اللہ اللہ کرم کر دیرے سوہنے مرشد قدر پانی جی
حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

۴۔ قانونچہ جلالیہ

قبلہ حافظ صاحب کی محنت اور قابلیت کا اس کتاب سے آپ اندازہ لگا سکتے
ہیں۔ لغت پر قلم اٹھانی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

قارئین کرام! میں نے قبلہ حافظ محمد زمان نقشبندی صاحب کو غلوت میں غلوت
میں دیکھا ہے۔ اور میں نے صاحب کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں بہت
اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب نہایت سفید پوش آدمی ہیں۔ چھ کتاب
کا تصنیف اور طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آ جانا۔ یہ اس سعادت
بزرگ و ازو نیست کے مطابق سمجھتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب کا اس میں اپنا کمال
نہیں۔ بلکہ خدمت نے ان کو دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔

۵۔ فضائل و مسائل اعتکاف

اس کتاب میں حافظ صاحب قبلہ نے اعتکاف کی فضیلت اور اعتکاف شریف
کے مسائل بڑے اچھے اور عام فہم انداز میں بیان فرمائے۔ اور حافظ صاحب کی
طرت سے یہ کتاب پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہر سال میں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔

۶۔ فضائل میلاد مصطفیٰ (کامل) علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ مآثر اللہ حافظ صاحب قبلہ کی چھٹی کتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ روح کی غذا، ایمان کی ضیاء، ہر طالب علم کے لئے تہذیبی رحمت۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ۶۰ صفحات عربی شریفین میں بیٹھ کر حافظ صاحب نے تحریر فرمائے۔ ۲۰ صفحات مسجد حرام مکہ شریف میں۔ اور ۴۰ صفحات مسجد نبوی میں مدینہ شریف میں۔ یہ کتاب خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرات اہدیت نے حافظ صاحب کو جہاں اور خوبیوں سے نوازا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوبی ان میں ہے۔ کہ تراویح اور شبینوں میں منزل خوبصورت انداز میں پڑھتے ہیں اور منزل کی روایتی کالیہ عالم ہوتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی بڑی مستی سے رواں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان شریف میں آپ کی اقتداء میں کثیر تعداد میں لوگ تراویح ادا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صابروں سے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ قبلہ حافظ صاحب اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک پر مہربان ہیں۔ یہ تاثرات صرف میر سے ہی نہیں۔ ہر ایک کے ہیں۔ لیکن اتنی شفقت کے باوجود دین کے خلاف شریعت کے خلاف کوئی غلطی ہو جائے تو گرفت بھی فرمایا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی حضرت گرامی مدرس استاد الحافظ مولانا

حافظ محمد اعظم نقشبندی صاحب (مرحوم) بھی جید عالم دین تھے۔ اور جامع مسجد جمال مصطفیٰ ٹریسٹ سیشن منڈی بہاؤ الدین کے خطیب تھے زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں گزار دیا۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت اقدس استاد محترم جناب حافظ محمد زان صاحب
(چند بڑی محرم و پانچ مریض سارو کی تجربات)

| | |
|--|--|
| داخلہ لیا ہے ہم نے ترجمۃ القرآن میں | دیکھئے کیسا لکھا جاتا ہے ہمارے ان میں |
| ان کے فیض سے غالی کوئی گوشہ نہیں | درس کے سوا کوئی ان کا پیشہ نہیں |
| اپنا فرض اس خوبی سے نبھایا ہے | حضور کی رحمت کا ان پر سایہ ہے |
| مشعل محمدی نے ہزاروں دل روشن کر دیے | دین کی مالیں انہوں نے گینے جڑ دیئے |
| سیکڑوں کو ناظرہ قرآن پڑھایا ہے | بہت کو حفظ قرآن کرایا ہے |
| درس نظامی بھی خوب پڑھایا ہے | فقہ تفسیر کا نہ نقطہ سمجھایا ہے |
| تہجد کے لئے اٹھ جائے معمول ان کا | درود ہو گا بارگاہ رسالت میں قبول ان کا |
| اکرم تجھے بھی منزل نصیب ہو جائے گی | |
| روز عشر جب محمد عربی کی دید ہو جائے گی | |

سلسلہ قادریہ سے خلافت و دستار خلافت

جون ۱۹۹۲ء میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کی تصنیف کردہ کتاب فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رونمائی کے لئے عظیم الشان محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں حضور قبلہ مناظر اسلام شان اسلام منہج فیوض و برکات

غزالی دوران حاضری در دست ماں خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ قاری پیر سید صاحبزادہ محمد عرفان شاہ صاحب خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ قادریہ بغداد شریف نے حضرت قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی مجلس تدریسی تصنیفی خدمات جلیلہ رفیعہ کی اپنے مخصوص انداز فکر اور اپنے مخصوص الفاظ سے بڑی خوبصورت تعریف عربائی اور سلسلہ قادریہ سے **خلافت عطا فرماؤ** اور اپنے نورانی ہاتھوں سے **دستار خلافت** بھی سر پر باندھی اور **محقق الہدیت** کا لقب بھی عطا فرمائی۔

تنظیم المدارس (الہدیت) پاکستان کیلئے خدمات

محقق الہدیت حضرت مولانا پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری صاحب ۱۹۹۲ء سے لے کر ہر سالانہ و ششماہی امتحان میں مختلف امتحانی سنٹروں میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کے عہدہ پر فائز ہو کر طلبہ کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس (الہدیت) پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ احسن القرآن سنٹر دیر میں سالانہ امتحان کے لئے ۱۹۹۲ء میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان تقویت امتحان میں ۱۹۹۳ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مسجد نذر و ذکر افضل داد ۱۹۹۳ء ضمنی امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹہ کالونی میں ۱۹۹۴ء کے سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹہ کالونی ۱۹۹۴ء ضمنی امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

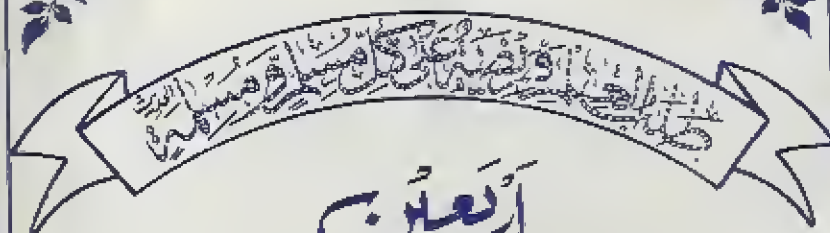
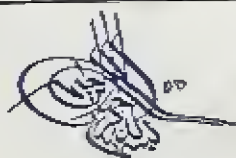
جامعہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مرکزی جامع مسجد مفتی عبدالکیم پیر پور میں جنوری ۱۹۹۵ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

محقق الہدیت پیر حضرت قبلہ حافظ صاحب نے تنظیم المدارس کی ہدایت و اصول و ضوابط کے مطابق ہر سال بلکہ ہر بار امتحان کے لئے تنظیم المدارس کے وقار کو بلند کیا۔ اگر کوئی امیدوار نقل لگاتا ہوا پکڑا جائے تو اس کی مضبوط گرفت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسے امیدوار کی معافی کے متعلق درخواست کرے تو قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ میں تنظیم المدارس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔ حضرت پیر قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں انہوں نے ہر امتحان میں نقول کا بازار گرم ہوتا رہا ہے۔ اور طلبہ امتحان کے دوران ایسی ایسی شرمناک حرکتیں کئے ہیں۔ جو قابل بیان ہیں۔

۱۹۹۳ء سے لیکر نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم

حضرت قبلہ پیر حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم فرماتے ہیں جو کہ یک ماہ رمضان کی نماز فجر کو شروع ہوتا ہے۔ انہیں شعبان المعظم کو نماز عشا میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان میں شاید ایسی کوئی مثال ملے۔ اور مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے نمازیوں کی خصوصیت اور خوش نصیبی ہے۔

مرآت العوائل لکھ کر حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب نے طلباء اور طالبات
 پر احسان عظیم فرمایا ہے اور رہتی دنیا تک حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب کا ناکاروشن
 رہے گا۔ اتنے محدود مسائل پر ۵۵ صفات پر مشتمل کتاب کی طباعت قسبہ
 حافظ صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔



أربعين

في

فضائل علم دين

مؤلفه

مخاطب محمد زمان نقشبندی

متمم العلوم بمکاتبة نقشبندیہ (بریل) حقیقہ جامعہ منجبتہ لونیہ

شعبہ نشر و اشاعت

دارالعلوم حمدا للہ نقشبندیہ (بریل) منگل کالونی